اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا

مصباح

چندہ سالانہ دو روپے

احمدی خواتین کا مذہبی علمی اور ادبی ماہوار رسالہ

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی پندرہ ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

بابت ماہ جمادی الآخری ۱۳۶۰ھ مطابق جولائی ۱۹۴۱ء

ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش

ایڈیٹر

محمد یعقوب مولوی فاضل

جلد ۱۵ نمبر ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیفیات

مَیں نام تو "عورت" رکھتی ہوں پر دِل میں "وسعت" رکھتی ہوں
گو جسم نحیف و زار ہے یہ پر عزم میں رفعت رکھتی ہوں
اس بُتخانے میں پستی کے وحدت کی شوکت رکھتی ہوں
اس مکر و ریاء کی دنیا میں مَیں حسنِ نیّت رکھتی ہوں
اس کرب و بلا کی بستی میں مَیں نورِ سکینت رکھتی ہوں
جذبات سنہرے ہیں میرے پاکیزہ حمیت رکھتی ہوں
مَیں قلب کے کونے کونے میں مِلّت کی الفت رکھتی ہوں
رگ رگ ہے میری طوفانی پُرجوش طبیعت رکھتی ہوں
ظلمت کو مٹانے کی خاطر بازو میں قُوّت رکھتی ہوں
مَیں حق کی راہ میں ہر اک دُکھ سہنے کی قُدرت رکھتی ہوں
اپنی احساس کی دُنیا میں مَیں جوشِ عقیدت رکھتی ہوں
مَیں مِلّت کے غدّاروں سے بے حد ہی نفرت رکھتی ہوں
یہ رُوح ہے میری کیف بھری بیتاب صداقت رکھتی ہوں
مَیں خالق کے سب بندوں سے بے لَوث محبّت رکھتی ہوں
سرشارِ مۓ عرفان سے ہوں بے لاگ بصیرت رکھتی ہوں
کیا مجھکو ڈرائے گا کوئی؟ مَولا کی نصرت رکھتی ہوں

محمود کے دامنِ اقدس سے
مَیں "شمیم" کی نسبت رکھتی ہوں

"شمیم"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عورت

یعنی

ٹیڑھی پسلی کی عجیب و غریب پیداوار

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

مختصر کلام میں وسیع معانی

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔ یعنی مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ طاقت اور وہ حکمت عطا فرمائی ہے۔ کہ میرا کلام باوجود مختصر ہونے کے وسیع ترین معانی کا حامل ہوتا ہے۔ اور میرے مُنہ سے نکلے ہوئے چھوٹے چھوٹے کلمات بھی بڑے بڑے علوم کا خزانہ ہوتے ہیں۔ آپ کا یہ دعوےٰ ایک خالی دعوےٰ نہیں ہے۔ جو مُنہ سے نکل کر ہوا میں پہنچتا اور ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہر شخص جو آپ کی زندگی اور آپ کے کلام کا مطالعہ کرے گا۔ وہ اس دعوےٰ کی صداقت کو اپنے دل کی گہرائیوں میں یوں اُترتے دیکھے گا جس طرح کہ ایک مضبوط فولادی میخ ایک لکڑی کے تختہ کے اندر داخل ہو کر اس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے پیوست ہو جاتی ہے۔ خاکسار راقم الحروف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وسوانح کا کسی قدر مطالعہ کیا ہے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ مَیں نے جب کبھی بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتوں پر نظر ڈالی ہے۔ تو خواہ آپ نے کوئی بات کیسی ہی سادگی اور کیسی ہی بے ساختگی کے ساتھ فرمائی ہو۔ میں نے اس پر نظر ڈالتے ہی اسے علم کا ایک ایسا عظیم الشان سمندر پایا ہے۔ جو اپنی حدود کی وسعت اور اپنے تموّج کی رفعت میں یقیناً دنیا کے پردے پر اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک قول صنف نازک کے متعلق

اس وقت میں نہایت اختصار کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک قول کا ذکر کرتا ہوں جو آپ نے بنی نوع انسان کی صنف نازک یعنی عورت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مَیں مختصر طور پر آپ کی بعض دوسری حدیثوں پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کے اس سلوک کا بھی ذکر کروں گا۔ جو آپ نے جذباتی رنگ میں اس صنف لطیف کے ساتھ فرمایا۔ عورت کی فطرت کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

استوصوا بالنساء خیرا فانھن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خُلقن من ضلع و ان اعوج شیٔ فی الضلع اعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ و ان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء خیرًا۔

"یعنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ کیونکہ عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ یعنی ان کی فطرت میں کسی قدر ٹیڑھا پن رکھا گیا ہے۔ اور ایک ٹیڑھی چیز کا سب سے اونچا حصہ وہی ہوتا ہے جو سب سے زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اس صورت میں اگر تم ان کے اس ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے کے درپے رہو گے تو چونکہ یہ کجی عورت کی فطرت کا حصہ ہے۔ تم اسے سیدھا تو نہیں کر سکو گے البتہ اسے توڑ کر ضرور رکھ دو گے اور اگر تم اسے بالکل ہی اس کی حالت پر چھوڑ دو گے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ ہر حال میں ٹیڑھی ہی رہے گی۔ ان حالات میں میری تمہیں یہ نصیحت ہے کہ عورتوں کے اس ٹیڑھے پن کی قدر و قیمت کو سمجھو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور اگر ان کا ٹیڑھا پن حدِ اعتدال سے بڑھنے لگے۔ تو اس کی مناسب طور پر اصلاح کرو۔"

عورت کی فطرت کا عجیب و غریب نقشہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام جس کا میں نے اس جگہ آزاد ترجمہ کیا ہے۔ عورت کی فطرت کا ایک ایسا عجیب و غریب نقشہ پیش کرتا ہے کہ اس سے بہتر اور اس سے لطیف تر اور اس سے زیادہ دلکش اور پھر اس سے زیادہ مختصر نقشہ ممکن نہیں۔ یہ ایک ایسی تصویر ہے۔ جس پر نظر جاتے ہی یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس تصویر نے جو بعض پردوں میں لپٹی ہوئی ہے۔ ایک زندہ صورت اختیار کر لی ہے۔ اور پھر اس کے پردے ایک ایک کر کے اُٹھنے شروع ہوتے ہیں۔ اور ہر پردہ کے اُٹھنے سے ایک بالکل نیا منظر آنکھوں کے سامنے آنے لگتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ یعنی اس کی فطرت میں بعض ایسی کجیاں رکھی گئی ہیں جو گویا اس کی ہستی کے ساتھ لازم و ملزوم کے طور پر ہیں۔ اس کی ان کجیوں اور اس ٹیڑھے پن کو اس سے جدا کر لو۔ تو پھر عورت عورت نہیں رہیگی۔ کیونکہ یہ ٹیڑھا پن اس کی فطرت کا حصہ اور اس کے پیدائشی خط و خال کا جزو لاینفک ہے۔ پس اگر تم عورت کو عورت کی صورت میں دیکھنا چاہو۔ تو تمہیں لازمًا اس کے فطری ٹیڑھے پن کو بھی قبول کرنا ہوگا۔

لطیف مضمون

اب غور کرو۔ کہ یہ ایک کیسا لطیف مضمون ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مختصر مگر عجیب و غریب الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ "عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے"۔ ظاہر ہے کہ اس جگہ پیدا ہونے سے یہ مراد نہیں۔ کہ جس طرح ماں باپ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ عربی محاورہ کے مطابق اس سے یہ مراد ہے کہ عورت کی فطرت میں ٹیڑھا پن داخل ہے۔ جو اس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خلق الانسان من عجل۔ یعنی انسان جلد بازی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد نہیں۔ کہ جلد بازی کے مواد سے انسان پیدا ہوا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ انسانی فطرت میں جلد بازی کا مادہ ہے۔ اسی طرح ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہونے سے یہ مراد ہے کہ عورت کی فطرت میں بعض طبعی کجیاں پائی جاتی ہیں جو اس کی طبیعت کا حصہ اور اس کے ساتھ لازم و ملزوم کے طور پر لگی ہوئی ہیں۔ اور اس سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ بہرحال ان الفاظ میں فصاحت و بلاغت کا کمال دکھا کر نہایت مختصر صورت میں ایک نہایت وسیع مضمون کو ادا کیا گیا ہے۔

ملوک الکلام

مگر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بعد ایک اور عجیب و غریب فقرہ فرماتے ہیں۔ جو گویا اس سارے کلام کی جان ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ان اعوج شیٔ فی الضلع اعلاہ۔

"یعنی ایک ٹیڑھی چیز کا وہ حصہ جو سب سے زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ وہی اس چیز میں سب سے زیادہ اونچا ہوتا ہے"

یہ عبارت نہ صرف اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بلکہ اپنے اس عظیم الشان فلسفہ کے لحاظ سے بھی جو ان الفاظ کی گہرائیوں میں مرکوز ہے ملوک الکلام کہلانے کی حقدار ہے۔ عورت کے فطری ٹیڑھے پن کا ذکر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھو۔ کہ عورت کا یہ ٹیڑھا پن ایک نقص یا کمزوری ہے۔ بلکہ اس کی یہ فطری کجی دراصل اس کے اندر ایک حسن اور خوبی کے طور پر رکھی گئی ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جس طرح کہ ایک ٹیڑھی چیز کا سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ ہی سب سے زیادہ اونچا ہوا کرتا ہے مثلاً جب ایک کمان کے سیدھے حصہ کو جس طرف چلہ ہوتا ہے۔ زمین پر لگا کر کھڑا کریں۔ تو لازماً اس کا سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ ہی سب سے زیادہ اونچا ہوگا جیسا کہ اس شکل

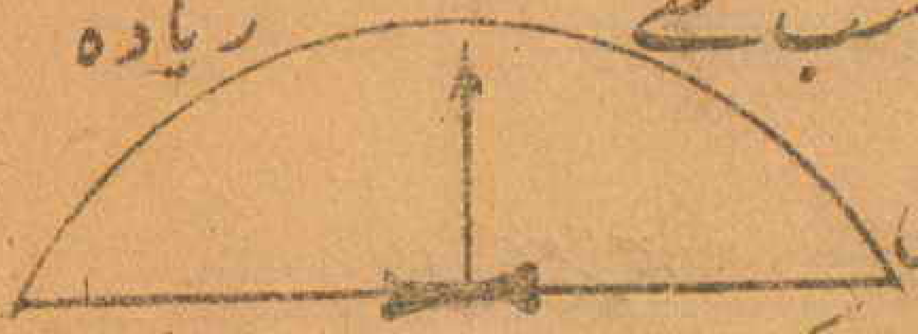

سے ظاہر ہے۔ اسی طرح جو کجی عورت کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔ وہ دراصل عورت کا مخصوص کمال اور اس کی انثیت (یعنی عورت پن) کے حسن کا بہترین حصہ ہے۔ اور یہ مخصوص "ٹیڑھا پن" جتنا جتنا کسی عورت میں زیادہ ہوگا۔ اتنا اتنا ہی وہ اپنی انثیت یعنی جوہر نسوانی میں کامل سمجھی جائے گی۔ یہ وہ ابلغ اور ارفع فلسفہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان مختصر الفاظ میں جو اوپر درج کئے گئے ہیں۔ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

صنف نازک کا کمال

اگر اس جگہ کسی شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ عورت کے اس ٹیڑھے پن سے وہ کونسی چیز مراد ہے جو اس کی انثیت کا کمال قرار دی گئی ہے۔ تو ہر عقلمند انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس ٹیڑھے پن سے اس کی طبیعت کا جذباتی عنصر مراد ہے۔ جو ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عجیب و غریب انداز میں ظاہر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں خالقِ فطرت نے مرد میں عقل کو غالب اور جذبات کو مغلوب رکھا ہے۔ وہاں عورت میں یہ نسبت ایک نہایت درجہ حکیمانہ فعل کے نتیجہ میں الٹ دی گئی ہے۔ اور جذبات کو غیر معمولی غلبہ دے دیا گیا ہے۔ اور یہی اس کا فطری ٹیڑھا پن ہے۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیڑھی پسلی کی پیداوار قرار دیکر فرماتے ہیں کہ یہ ٹیڑھا پن صنف نازک کا کمال ہے۔

عورت میں ٹیڑھا پن رکھنے کی وجہ

اب سوال ہوتا ہے کہ یہ ٹیڑھا پن عورت کے اندر کیوں رکھا گیا ہے۔ اس کا جواب خود قرآن شریف دیتا ہے جو ساری حکمتوں کا منبع اور ماخذ ہے فرماتا ہے:-

خلق لکم من انفسکم
ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل
بینکم مودۃ ورحمۃ۔

"یعنی خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے تمہاری بیویاں بنائی ہیں۔ تاکہ تم ان سے دل کی سکینت حاصل کر سکو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ کو تمہارے لئے محبت اور رحمت کا ذریعہ بنایا ہے۔"

یہ وہ حکمت ہے جس کے ماتحت خالقِ فطرت نے عورت میں جذبات کے عنصر کو غلبہ دیکر اسے مرد کی قلبی سکینت اور اس کی فطری محبت کی پیاس کے بجھانے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جذبات کے ساتھ ٹیڑھا پن لازم ملزوم کے طور پر ہے۔ یعنی جہاں عقل طبعاً سیدھے راستہ پر چلتی ہے۔ وہاں جذبات میں ایک قدرتی ٹیڑھا پن ہے۔ جس کے بغیر جذبات کی نزاکت اور ان کے بانکپن کا اظہار قطعاً ناممکن ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کلام ایک عظیم الشان حکمت اور فلسفہ کا حامل ہے جس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔

جذباتی سکینت کی ضرورت

اس جگہ آکر ایک اور سوال اٹھتا ہے اور وہ یہ کہ مرد کو اس قسم کی سکینت کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکیم ہستی نے انسان کو ایسی فطرت پر بنایا ہے۔ کہ جب وہ اپنی گوناگوں ذمہ داریوں میں گھر کر اور ان کے بوجھوں کے نیچے دب کر تکان محسوس کرتا اور تھک جاتا ہے۔ تو جس طرح خدا نے جسمانی لحاظ سے انسان کے لئے نیند کا انتظام مقرر کر رکھا ہے۔ اسی طرح اس کی رُوح کے اندر جذبات کی پیاس بھی رکھدی گئی ہے۔ اور اس قسم کی تکان اور کوفت کے لمحات میں وہ اپنی پیاس کو بجھا کر پھر اپنے کام کے لئے تازہ دم ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر اس کی نازک اور بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ اسے ہر وقت یکساں دبائے رکھے۔ اور آرام اور سکون کا کوئی لمحہ بھی اُسے نصیب نہ ہو۔ تو یقیناً اسکی ہستی کی مشین چند دن میں ہی ٹُوٹ پھُوٹ کر ختم ہو جائے پس جہاں خدا تعالیٰ نے انسان پر دینی اور دُنیوی میدان میں بھاری ذمہ داریاں لگائی ہیں۔ وہاں اپنی ازلی حکمت اور رحمت کے نتیجہ میں اس کے اندر بعض خاص قسم کے جذبات پیدا کر کے اس کی دماغی تکان اور کوفت کے دُور کرنے کا سامان بھی مہیا کر دیا ہے۔ جو گویا جسمانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظام میں نیند کے مشابہ ہے۔ جو جسم کی طاقتوں کو بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ اس جگہ میری مراد جذبات سے شہوانی جذبات نہیں۔ گو شہوانی جذبات کو بھی میں اصولاً برا نہیں کہتا۔ کیونکہ وہ بھی انسانی فطرت کا حصہ ہیں۔ اور اگر وہ جائز حدود کے اندر رہیں تو ان میں کوئی بُرائی نہیں بلکہ وہ بعض اہم فطری ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مگر اس جگہ میری مُراد محبت کے جذبات ہیں۔ جو زخم خوردہ یا تھکے ہوئے دلوں کو سکینت پہنچانے میں عجیب قسم کا قدرتی خاصہ رکھتے ہیں۔ گویا ان کے ذریعہ قدرت نے ایک زخمی اور دکھی ہوئی جگہ پر مسکن اور ٹھنڈی مرہم کا پھاہا لگایا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جیسی جیسی کسی انسان کی ذمہ واریاں زیادہ بھاری اور زیادہ نازک ہوں گی۔ اتنی ہی اسے اس قسم کی جذباتی سکینت کی زیادہ ضرورت ہوگی۔ دُنیا کے نادان اور بے عقل لوگوں نے غور نہیں کیا۔ اور اپنی بے سمجھی سے خدا کے پیارے بندوں کو اعتراض کا نشانہ بنایا ہے۔ کہ انہیں بیویاں کرنے اور بیویوں کی محبت سے متمتع ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بیوقوف لوگ اس لطیف حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ دراصل قانونِ فطرت کے ماتحت یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اس قسم کی سکینت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے سپرد بہت بھاری ذمہ واریاں ہوتی ہیں۔ اور جب وہ ان ذمہ واریوں کی ادائیگی میں تھک کر چُور ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی محدود انسانی طاقت ان کے فرائض منصبی کے بوجھ کے نیچے دب کر گویا ٹوٹنے لگتی ہے۔ تو ایسے اوقات میں انہیں تھوڑے سے وقت کے لئے جذباتی تسکین کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پس ان اوقات میں وہ اپنے اہل و عیال کے پاس بیٹھ کر قلبی سکون حاصل کرتے ہیں۔ اور پھر تازہ دم ہو کر اپنی ذمہ واریوں کی ادائیگی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں اگر غور کیا جائے۔ تو دراصل اس قسم کی سکینت کی ضرورت ہی ان لوگوں کو ہوتی ہے جو بھاری ذمہ واریوں کے نیچے دبے ہوتے ہیں۔ اور اس کے مقابل پر عام لوگوں کو جو بے سمجھی سے اس جذباتی سکینت کو ہی اصل زندگی سمجھنے لگتے ہیں۔ اس کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایک طرف تو ان پر ایسی ذمہ واریوں کا بوجھ نہیں ہوتا۔ جو انہیں تھکا کر چُور کر دیں۔ اور دوسری طرف وہ زندگی کی اصل غرض و غایت کی طرف سے غافل ہو کر ہر وقت جذباتی ماحول میں ہی غرق رہتے ہیں۔ گویا وہ تسکین جس کا حق انسان کو تکان کے اوقات میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے ہر وقت کا مشغلہ ہوتی ہے۔ مگر ان لوگوں کا حال جن پر بھاری ذمہ واریوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ بالکل جداگانہ رنگ رکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں آتا ہے اور اس حدیث کا ذکر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ڈائری سے ملا ہے کہ بعض اوقات جب آپ اپنے فرائضِ نبوت کی بھاری ذمہ واریوں میں تھک کر چُور ہو جاتے تھے۔ اور جسمانی قوائے گویا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹوٹنے کی حد تک پہنچ جاتے تھے۔ تو آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لا کر فرماتے تھے۔ ارحینا یا عائشۃ "یعنی آؤ عائشہ اس وقت ہمیں کچھ راحت پہنچاؤ"۔ اور پھر تھوڑی دیر اپنی ازواج کے ساتھ محبت و پیار کی باتیں کر کے دوبارہ اپنے تھکا دینے والے کام میں مصروف ہو جاتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر میں کس شان سے تشریف رکھتے

مگر یہ گھر میں بیٹھنا بھی کس شان کا ہوتا تھا۔ اسکی تھوڑی سی جھلک ذیل کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ حدیث میں آتا ہے:۔

"قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا و نحدثہ فاذا حضر الصلوٰۃ کانہ لم یعرفنا و لم نعرفہ۔" یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لا کر اپنی ازواج کے ساتھ محبت کی باتوں میں مصروف ہوتے۔ آپ ہم سے باتیں کرتے اور ہم آپ سے باتیں کرتیں۔ مگر جونہی کہ اذان کی آواز کان میں پڑتی۔ اور آپ یہ سمجھتے کہ میرے خدا نے مجھے بلایا ہے۔ تو اسوقت ہمیں چھوڑ کر یوں اُٹھ کھڑے ہوتے کہ گویا آپ ہمیں پہچانتے تک نہیں"۔

اللہ اللہ! اللہ اللہ!! یہ وہ پاک اور مقدس زندگی ہے۔ جس پر دنیا کے اوباش لوگ تعیش اور شہوت پرستی کا الزام لگاتے ہیں۔ خود ہزاروں لاکھوں گندوں میں مُبتلا اور دن رات تعیش اور شہوت پرستی کے شغل میں مصروف اور اس تقدس و طہارت کے مجسمہ پر اعتراض جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق میں گذرتا تھا۔ اور جو اپنی اہلی زندگی سے اس سے زیادہ متمتع نہیں ہوتا تھا جتنا کہ ایک دھوپ میں چلنے والا مسافر جس کی منزل دُور ہو۔ دھوپ اور تکان کی شدت سے چور ہو کر ایک گھڑی بھر کے لئے کسی درخت کے سایہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور چند منٹ کے آرام کے بعد پھر کمر کس کر اپنے لمبے اور پُرمشقت سفر پر نکل کھڑا ہوتا ہے۔ اور جتنی دیر وُہ درخت کے سایہ کے نیچے آرام کرتا ہے۔ وہ وقت بھی اس کا اسی انتظار میں گذرتا ہے کہ کب قافلہ کی گھنٹی بجتی ہے اور کب مجھے اُٹھ کر اپنا رستہ لینا پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اور کیا خوب فرماتے ہیں:۔

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفےٰ
سیّدِ عُشّاقِ حق شمس الضحےٰ
آں کہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست
آں کہ منظورِ خدا منظورِ اوست
آں کہ مہرش مے رساند تا سما
میکند چوں مہرِ تاباں در صفا
آں نبی در چشم ایں کورانِ زار
ہست یک شہوت پرست و کیں شعار

شرمت آید اے سگِ ناچیز و پست
کے نہی نام یلاں شہوت پرست
چیستی اے کور کِ فطرت تباہ
طعنہ بر خوباں بدیں روئے سیاہ
شہوتِ شاں از سر آزادی بست
نے اسیرِ آں چو تو آں قوم مست
خود نگہ کن آں یکے زندانی است
واں دگر داروغۂ سلطانی است
گرچہ در یکجاست ہر دو در اقرار
لیک فرقے ہست در روئے آشکار
کار پاکاں بر ہماں کردن قیاس
کار ناپاکاں بود اے بد حواس
کامل آں باشد کہ با فرزند و زن
با عیال و جملہ مشغولے تن
با تجارت با ہمہ بیع و شرا
یک زماں غافل نہ گردد از خدا
ایں نشانِ قوتِ مردانہ است
کاملاں را بس ہمیں پیمانہ است

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث جس میں عورت کو ٹیڑھی پسلی کی پیداوار قرار دیا گیا ہے۔ اور پھر اس ٹیڑھے پن کو اس کی صنف کا کمال بتایا گیا ہے۔ ایک نہایت عجیب و غریب حدیث ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی شان کا نہایت نمایاں ثبوت ملتا ہے۔ اور اس لطیف فلسفہ پر جو صنف نازک کی نفسیات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ایک ایسی لطیف روشنی پڑتی ہے جو کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ اور کمال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سارا مضمون صرف چند مختصر الفاظ میں ادا فرما دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت

مگر یہ لطیف حدیث صرف اس جگہ ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس فلسفہ کے میدان میں ہمیں اور آگے لے جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فان ذهبت تقيم كسرته
وان تركته لم يزل اعوج
فاستوصوا بالنساء خيراً۔

"یعنی جبکہ یہ ٹیڑھا پن جو جذبات کے غلبہ سے تعلق رکھتا ہے عورت کی فطرت کا حصہ ہے جو اس سے جدا نہیں ہو سکتا بلکہ یہی ٹیڑھا پن صنف نازک کا کمال ہے تو پھر اگر تم اسے سیدھا کرنے کے درپے ہو گے۔ تو لامحالہ وہ سیدھا تو ہرگز نہیں ہو گا۔ ہاں فطرت کے خلاف دباؤ پڑنے سے وہ ٹوٹ ضرور جائے گا۔ لیکن اس کے مقابل پر اگر تم عورت کو اس کی حالت پر بالکل ہی آزاد چھوڑ دو گے۔ تو اس کا یہ نتیجہ ہو گا کہ وہ ہر حالت میں ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس تمہیں چاہئے کہ ایک طرف تو عورت کے اس فطری ٹیڑھے پن کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدر وقیمت کو پہچانو۔ اور اس سے اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاؤ اور دوسری طرف اس بات کی بھی نگرانی رکھو۔ کہ عورت کا یہ ٹیڑھا پن ہر وقت اس کے گلے کا ہار نہ بنا رہے۔ بلکہ جذبات کے ساتھ ساتھ عقل کی روشنی بھی قائم رہے۔ اور تمہیں چاہیئے۔ کہ بہرحال تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ کیونکہ وہ ایسے عناصر کا مرکب ہیں جن میں دونوں طرف غلطی کا اندیشہ رہتا ہے"۔

ان الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متبعین کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ وہ اس معاملہ میں فطرت کے دو انتہائی نقطوں میں سے درمیانی رستہ اختیار کریں۔ یعنی چونکہ عورت کا فطری ٹیڑھا پن جو اس کی صنف کا کمال ہے۔ انسان کی بہتری کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس لئے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس کے ذریعہ حسب ضرورت اور حسب موقعہ عورت کے جذبات میں سکینت اور محبت کی راحت حاصل کرو۔ مگر دوسری طرف چونکہ انسان بالعموم انتہاء کی طرف جھک جانے کا عادی ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی عورت صرف جذبات کا کھلونا بن کر ہی زندگی گذارنا چاہے۔ اور ہر حالت میں ٹیڑھا پن ہی ظاہر کرے۔ تو پھر تم اسے بالکل آزاد ہی نہ چھوڑ دو۔ بلکہ اس کے جذبات کے دھندلکے میں عقل کی شعاع ڈال کر مناسب اصلاح کی کوشش کرتے رہو۔ تاکہ ایک ہی طرف کا ناگوار غلبہ ہو کر دوسری طرف کو بالکل ہی نسیاً منسیاً نہ کر دے۔ اور جذبات کے فطری غلبہ کے باوجود مناسب اعتدال کی حالت قائم رہے۔

یہ اس عجیب وغریب حدیث کی مختصر سی تشریح ہے۔ جس کے ایک حصّہ کا ترجمہ میں نے مضمون کے عنوان میں درج کیا ہے۔ اور اب ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی حدیث کتنے وسیع معانی اور کتنے لطیف مفہوم پر مشتمل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میں اس مضمون میں اس حدیث کی پوری پوری تشریح نہیں کر سکا۔ اور متعدد حدیثوں میں سے جو میں نے اس مضمون کے لئے نوٹ کی تھیں۔ صرف ایک ہی حدیث درج ہو سکی ہے۔ اور اس کی بھی مکمل تشریح نہیں ہو سکی جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ابھی میں نے یہ مضمون لکھنا شروع ہی کیا تھا کہ مجھے کچھ دل کی تکلیف شروع ہو گئی اور مضمون لکھنا مشکل ہو گیا۔ اس لئے میں نے جلدی جلدی چند سطور لکھنے پر اکتفا کی ہے۔ لیکن میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر ناظرین کرام ان چند سطور کو غور سے مطالعہ کریں گے۔ تو وہ سمجھ جائیں گے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ نفسی کا کلام نہ صرف فصاحت وبلاغت بلکہ معانی کی دولت سے کس درجہ معمور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے پُر حکمت کلام کو سمجھنے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ضروری ارشاد

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواتین میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "مصباح میں مضامین لکھنے والیاں اس بات کے لئے شور مچا دیں کہ لجنہ کا قیام ضروری ہے" اسی طرح آپ نے فرمایا "ہر عورت کا فرض ہے کہ ہر گاؤں میں لجنہ قائم کرے۔ جہاں جہاں احمدی ہیں وہاں لجنہ بنالوگی۔ تو خدا کام کرنے کی بھی توفیق دیگا۔ حق تو یہ ہے کہ جتنی عورتوں کے ذریعہ تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مردوں کے ذریعہ نہیں ہو سکتی" پھر آپ نے اس پر یہاں تک زور دیا کہ فرمایا "آئندہ جلسہ تک ہر جگہ لجنہ قائم ہو جانی چاہیئے"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات کو خواتین کے سامنے پیش کرتے ہوئے مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ سوائے چند ایک جگہ کے کہیں بھی نئی لجنہ قائم نہیں ہوئی۔ اور یہ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ ہم یوں تو یہ دعویٰ کریں کہ ہم اپنی اولاد۔ اپنی عزت۔ اپنا مال اور اپنی دولت سب کچھ خلیفۂ وقت کے حکم پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن عملی حالت اس دعویٰ کے مطابق نہ ہو۔ دنیا میں خالی دعوے کبھی کام نہیں آیا کرتے۔ کیونکہ زبانی دعوے ایک منافق بھی کر سکتا ہے۔ صرف عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کی تصدیق کیا کرتی ہے۔ اب ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم نے اب تک کیا کام کیا ہے۔ آخر یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ اور نہ لجنہ قائم کرنے کے لئے کہیں دور دراز ممالک کے سفر کرنے پڑتے ہیں۔ صرف توجہ اور ہمت کی ضرورت ہے۔ جو عورتوں کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے

اسی طرح تبلیغ کا دائرہ بہ نسبت مردوں کے عورتوں میں بہت محدود ہے۔ ایک تو عورتوں کو گھر کے کام نہیں چھوڑتے دوسرے عورتیں مردوں کی نسبت دینی علم کی طرف بہت کم توجہ کرتی ہیں۔ آجکل کی نئی تعلیم یافتہ لڑکیاں تو مغربیت کی رَو میں بہتی چلی جارہی ہیں۔ اور سب کے دلوں میں یہی اُمنگ پائی جاتی ہے کہ کسی طرح "بی۔ اے" یا "ایم۔ اے" کی ڈگری حاصل کرلیں۔ اُنہیں یہ خیال تک نہیں آتا۔ کہ علم دین ہی وہ نعمت عظمیٰ ہے۔ جس کے ذریعہ ہم خدا اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل پیرا ہو سکتی ہیں۔ دنیوی علوم تو صرف قشر ہیں۔ جو اس چند روزہ زندگی میں کام آتے ہیں۔ اور دینی علوم ورلی زندگی میں بھی کام آتے ہیں۔ اس لئے احمدی خواتین کو زیادہ سے زیادہ علم دین کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تا احمدیت کی ترقی میں مردوں کی معاون ثابت ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقت یہ ہے کہ وہ مذہبی جماعت کبھی ترقی نہیں کرسکتی جس کی خواتین مردوں کے پہلو بہ پہلو خدمت دین میں مصروف نہ ہوں جب کہ ہمارا دعوٰی ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ تو ضروری ہے کہ ہمارے کام بھی اس کے مطابق ہوں۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب احمدی خواتین حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر ارشاد پر پوری طرح عمل پیرا ہوں اور اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں۔ سب سے بڑا کام خدمتِ دین ہے۔ کیونکہ بیعت کرتے وقت یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ "ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی" اور ہماری زندگیاں خدمت دین میں صرف ہونگی۔ اس اقرار کے بعد ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم نے اپنے عہد کو کہاں تک پورا کیا ہے؟ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے، ہاں وہ وقت قریب سے قریب تر آرہا ہے۔ جب اپنے آقا و مطاع کے سامنے ہم نے اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہونا ہے۔

پس ہمت کرو۔ اور اپنی تمام خواہشات پر اس خواہش کو مقدم کرو۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ ہر جگہ لجنۃ اماءاللہ قائم کردی جائے۔ یہ دن روز روز نہیں آیا کرتے بڑی ہی خوش قسمت ہے وہ عورت جس نے اپنے پیارے امام کے حکم پر عمل کیا۔ اور اپنی زندگی کا مقصد صرف حضور کے احکام پر عمل کرنا تصور کیا۔ نہ معلوم آنیوالا زمانہ کیسا ہو۔ خدمت دین کا موقعہ ملے یا نہ ملے۔

پس صحت اور وقت کو غنیمت جانو۔ اور ہر جگہ لجنات قائم کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ تا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہم اپنے پیارے امام کی دعاؤں سے حصہ لے سکیں۔ اور اس ذمہ واری سے سبکدوش ہو سکیں جو حضور نے ہم پر عائد کی ہے۔

(امۃ اللہ درجہ رابعہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ ترقی

دنیا میں جس قدر انبیاء و مرسلین گذر چکے ہیں انہیں سے کسی نے بھی اپنے مقاصد میں وہ کامیابی حاصل نہیں کی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاصل کی۔ مسلمان تو آپ کی اس فتح و نصرت کو منجانب اللہ ایک معجزہ عظیم سمجھتے ہیں۔ لیکن جو لوگ مسلمان نہیں۔ وہ بھی جب آپکی اصلاح قومی و فتح ملکی اور خارق عادت ترقی کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو کمال حیرت سے بے اختیار پکار اٹھتے ہیں۔ کہ واقعی آپکی اصلاح اور آپکی کامیابی کی نظیر کسی اور فاتح اور مصلح کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ حتٰی کہ مسٹر کارلائیل مشہور فلاسفر نے بھی باوجود عیسائی ہونے کے اپنی کتاب

Heros and heros worship

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں تمام مصلحین میں سے صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتخاب کر کے اپنی کتاب کو آپ کے ذکر سے زینت بخشی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی انسان کو کیوں حیرت میں نہ ڈالیں۔ آپؐ کے والد ماجد آپؐ کی پیدائش سے قبل ہی دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے تھے۔ اور اس طرح آپؐ سایۂ پدری سے محروم رہ گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپؐ کی والدہ ماجدہ بھی انتقال کر گئیں۔ اور آپؐ شفقت مادری سے بھی محروم ہو گئے۔ اس کے بعد آپؐ کے چچا ابوطالبؓ آپؐ کے حامی بنے۔ اور انہوں نے حتی المقدور آپؐ کی مدد کی۔ مگر قوم کی مخالفت کو وہ بھی کچھ کم نہ کر سکے۔ اور بلا خیز طوفان میں آپؐ کو چھوڑ کر رحلت کر گئے۔

آپؐ نے کسی مکتب میں ایک حرف تک نہیں پڑھا اور نہ کبھی لکھنا سیکھا۔ نہ آپؐ کے پاس کچھ مال و زر تھا۔ نہ کوئی فوج اور نہ کوئی لشکر تھا جس کے بھروسے پر کامیابی کی اُمید کی جا سکتی۔ چالیس سال کی عمر میں آپؐ نے دعویٰ کیا کہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ جو میری بات مانیگا الٰہی انعامات کا مستحق ہوگا۔ اور جو میرے احکام سے جو خدائی احکام ہیں۔ انحراف کرے گا وہ غضب الٰہی کا مورد ہوگا۔ آپؐ کی قوم نے نہ صرف اس پیغام کو رد کیا۔ بلکہ ہنسی ٹھٹھا اور طعن و تشنیع سے آپؐ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ کوئی دکھ کوئی تکلیف اور کوئی ایذا نہیں جو آپؐ کو پہنچائی نہ گئی ہو ایسی حالت میں کوئی شخص یہ خیال تک نہیں کر سکتا تھا کہ یہ شخص اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہی قومیں جو ابتدا میں آپؐ کو ذلیل سمجھتی اور سخت سے سخت تکالیف دیتی رہیں۔ آپؐ کے قدموں میں گریں اور اپنے قصوروں کا اعتراف کر کے آپکو منجی اور خدا کا نبی یقین کرنے لگیں۔ گویا وہی پتھر جس کو راہگیروں نے ناپسند کیا۔ کونے کا پتھر ثابت ہوا۔ اور جو اس سے ٹکرایا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (خاکسار امۃ الرحمٰن نسیم بنت بابو محمد رشید خان صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر قادیان)

مسلمان خواتین کیلئے لمحۂ فکریہ

پیاری بہنو! آجکل زمانہ کی جو حالت ہے اس سے ہر ایک بشر خوب واقف ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں ظلمت کی چادر پھیلی ہوئی ہے۔ اور عقائد اور اعمال کے لحاظ سے لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ بالخصوص مسلمانوں کی تو ایسی حالت ہے کہ دنیا کا ہر فرد مسلمانوں کی حالت زار پر افسوس کرتا ہے۔ کوئی رسالہ یا کتاب ایسی نہیں جس میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا قصہ نہ ہو۔ عوام کا تو کیا کہنا علماء کو ہی دیکھ لو۔ یہ لوگ جو رہنمائے دین کہلاتے تھے اب کیسے دین سے دور جا پڑے ہیں۔ اور دُنیا کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیڑے بن گئے ہیں۔ علم دین کا تو ان میں نشان ہی نہیں۔ البتہ دنیا پرست ضرور بن ہوئے ہیں۔ اور اگر کوئی جنازہ و قرآن پڑھتا بھی ہے تو صرف دکھاوے کیلئے غرضیکہ روحانی علوم ان کے دل سے اٹھ گئے ہیں اور ذرا بھی ان میں خوف خدا باقی نہیں رہا۔ ہر وقت پیٹ کا دھندہ ہے۔ اور دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں۔

افسوس کہ وہی مسلمان جو ایک دن ترقی کر کے بام فلک پر پہنچے تھے۔ آج خاک مذلت پر گرے ہوئے ہیں۔ اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ میری پیاری بہنو! کیا تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ کیوں مسلمانوں پر تباہی و بربادی کا یہ وقت آیا۔ اگر تمہیں نہیں معلوم تو میں تمہیں بتاتی ہوں کہ ان سب تغیرات کی وجہ یہ ہے کہ خداوند کریم کے حکم کے مطابق اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق دنیا میں خدا کا ایک نبی آیا۔ اور اس کے وقت پر آنے کی گواہی زمین و آسمان نے دی اور اس نے اپنی سچائی کا ثبوت آسمانی دلائل سے پیش کیا جس پر بہت سے نیک فطرت انسان ایمان لے آئے۔ لیکن کئی کور چشم انسانوں نے خدا کے پیارے اور برگزیدہ نبی کو نہ پہچانا۔ اور خدا کے مقدس نبی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب پر کمربستہ ہو گئے۔ جب وہ لوگ خدا کے پیارے نبی کی تکذیب میں حد سے بڑھ گئے۔ تو خدا کا غضب جوش میں آیا۔ اور اس نے اپنے نبی کے مکذبین کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے انواع و اقسام کے عذاب نازل کئے۔ یہی سُنت اللہ ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ یعنی ہم دنیا پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہدایت کے لئے اپنا کوئی رسول مبعوث نہ کر لیں۔ سو اے میری پیاری بہنو! تم بھی اگر خداوند کریم کو خوش کرنا چاہتی ہو۔ اور اس کے فضل و رحمت کی طالب ہو تو ضد و تعصب کو چھوڑ دو۔ اور خدا کے پیارے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ پھر خدا کی رحمت تم پر ابر باراں کی طرح نازل ہو گی۔ اور تم خدا کے حضور مقبول بن جاؤ گی۔ کیونکہ اب یہی ایک راستہ ہے۔ جس پر چل کر انسان خداوند کریم کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ پیاری بہنو! تم سب غور کرو اور سوچو کہ کیا یہ وقت حضرت امام مہدی کے ظہور کا ہے یا نہیں۔ کیا ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام مہدی کے آنے کا یہی وقت بتایا تھا۔ یا نہیں۔ اور کیا ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں کہا تھا کہ مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت چاند اور سورج کو گرہن لگیگا۔ اور طاعون پڑے گی۔ اور زلزلے آئیں گے۔ اور کیا یہ نہیں کہا تھا کہ ہر صدی کے سر پر ایک امام آئے گا۔ اور چودھویں صدی کے سر پر حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ سوائے میری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیاری بہنو! یہ سب نشانات پورے ہو چکے ہیں۔ بلکہ چودھویں صدی پر کتنے ہی سال گذر چکے ہیں۔ کیا اب بھی امام مہدی کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ اور کیا تم چاہتی ہو کہ خدا کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات جھوٹی ہو۔ یقیناً یاد رکھو کہ خواہ کچھ ہو۔ خداوند کریم اپنے پیارے نبی کی باتوں کو ہمیشہ اپنے وقت پر پورا کرتا رہا ہے اور ہمیشہ پورا کرتا رہیگا۔ آنکھ کھولکر دیکھو۔ اور حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آؤ۔ تا خداوند کریم کی رضا تم کو حاصل ہو۔ (نور الصباح بنت حکیم سید عبد الہادی صاحب موضع پٹنہ ورضلع مونگھیر)

سلف صالحات

اُم سلیم بنت ملحان

ابائی سلسلہ سے آپ سلمٰی بنت زیدؓ کی پوتی تھیں۔ رمیصاء لقب تھا سلمٰی عبد المطلب کی والدہ تھیں۔ جو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جد امجد تھے اسی وجہ سے اُم سلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خالہ مشہور تھیں۔ مالک بن نضر سے نکاح ہؤا۔ جو انکے ہم قبیلہ تھے حضرت انس انہیں سے پیدا ہوئے۔ اوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ اسی بناء پر حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔ اسلمت مع السابقین الی الاسلام من الانصار۔ حضرت انسؓ اسوقت بچے تھے۔ حضرت ام سلیم ان کو کلمہ پڑھاتی تھیں۔ تو مالک بن نضر جو اپنے مذہب پر قائم تھے اور مشرک تھے بہت خفا ہوتے کہ تم میرے بچہ کو بھی بے دین کئے دیتی ہو۔ غرض انہوں نے مسلمان نہ ہونا تھا نہ ہوئے۔ اور اسی حالت میں ناراض ہوکر شام چلے گئے۔ یہاں انکا کوئی دشمن پہلے سے منتظر تھا۔ اُس نے موقعہ پاکر قتل کر ڈالا۔ اب ام سلیم بیوہ تھیں۔ اور انس کے بچپن سے بہت پریشان۔ اگر ایسے وقت میں نکاح کر لیتیں۔ تو قابلِ الزام نہ تھیں۔ مگر انہوں نے بڑے استقلال سے کام لیا۔ اور سب کے پیغام یہ کہکر رد کر دیئے کہ جب تک میرا بیٹا مجلسوں میں اُٹھنے بیٹھنے اور گفتگو کرنے کے قابل نہ ہو جائے نکاح نہ کرونگی۔ پھر جب انس ہی میرے نکاح پر رضامند ہوگا تو کرونگی۔ انکا یہ کہنا اس خیال سے تھا کہ سوتیلے باپ سے حضرت انس کو تکلیف نہ ہو۔

جب حضرت انس سن شعور کو پہنچے۔ تو انہیں قبیلہ کے ایک شخص ابو طلحہ نے نکاح کا پیغام دیا۔ مگر مالک کی طرح یہ بھی مشرک تھے اور یہاں بھی وہی امر حائل تھا۔ جو پہلے مالک اور ان کے درمیان کشیدگی کا باعث ہؤا۔ اس لئے انہوں نے عذر کیا۔ اور کہا کہ "میں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائی ہوں۔ اور گواہی دیتی ہوں کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ تمہارے اوپر البتہ افسوس ہے کہ پتھر کو پُوجتے ہو۔ یا لکڑی کو جسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑھئی تراش کر بُت کی صورت بنا دیتا ہے۔ تم ہی بتاؤ۔ یہ پتھر یا لکڑی کے بُت تم کو کچھ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں؟" یہ تلقین کچھ ایسے حکیمانہ انداز میں کی گئی کہ اسلام کی صداقت ابو طلحہ کی سمجھ میں آ گئی۔ اور چنداں غور کے بعد مشرف باسلام ہو گئے۔

ابو طلحہ بہت معمولی حیثیت کے آدمی تھے مگر چونکہ ام سلیم کے سمجھانے سے وہ مسلمان ہوئے تھے اس لئے ام سلیم کے دل میں ان کی حق پسندی کی وقعت بڑھ گئی۔ اور انہوں نے قبول اسلام کے بعد ابو طلحہ سے کہدیا۔ فانی اتزوجک ولا اخذ منک صداقا غیرہ۔ میں تم سے نکاح کرتی ہوں اور سوائے اسلام کے کوئی مہر نہیں لیتی۔ یعنی ان کا مہر ابو طلحہ کا اسلام قرار پایا۔ یہ نکاح حضرت انس کے زیر اہتمام ہوا۔

حضرت ام سلیم بھی بعض مسلمان شیر دل عورتوں کی طرح معرکہ کی لڑائیوں میں مردوں کے دوش بدوش رہیں۔ اور برابر کام کرتی رہیں۔ جنگ احد میں ام سلیم مع اپنے شوہر ابو طلحہ کے شریک تھے۔ ابو طلحہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں دشمنوں کے تیر اور نیزے جگر پر روکتے تھے۔ اور ام سلیم بڑی مستعدی سے مجاہدین کی خدمت میں معروف تھیں۔ معرکہ خیبر سنہ ۷ ہجری میں ہوا۔ اس میں بھی حضرت ام سلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ فتح کے بعد جب حضرت صفیہ ازواج مطہرات میں داخل ہونے لگیں۔ تو آپ نے ان کو ام سلیم کے سپرد کیا۔ کہ دُلہن بنائیں۔

جنگ حنین میں بھی ام سلیم شریک تھیں۔ اور باوجودیکہ عبد اللہ پیٹ میں تھے۔ آپ ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے تھیں ابو طلحہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ کہ ام سلیم ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ کیا کرو گی۔ عرض کیا۔ کوئی مشرک قریب آئیگا تو اس کا پیٹ چاک کر دونگی۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ پھر بولیں۔ یا رسول اللہ مکہ کے لوگ بھاگ گئے ہیں۔ انکے قتل کا ایما فرمائیے۔ ارشاد ہوا۔ ان اللّٰہ قد کفی واحسن اللہ نے خود ان کا بہتر انتظام کر دیا ہے۔

ابو طلحہ سے نکاح ہو جانے کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ام سلیم انس کو آپ کی خدمت میں دے چکی تھیں۔ حضرت انس آپ کے خاص خدام میں سے تھے اور بہت محبوب تھے۔ ایکبار آپ ام سلیم کے گھر آئے تو ام سلیم نے مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے عذر فرمایا کہ میں روزہ سے ہوں۔ تھوڑی دیر قیام فرمانے کے بعد نفل کی نماز پڑھی اور ام سلیم اور ان کے خاندان کے لئے دُعا مانگی۔ ام سلیم نے دیکھا کہ اس وقت محبت نبوی جوش پر ہے۔ چنانچہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں سب سے زیادہ انس کو چاہتی ہوں۔ جو آپ کا خدمتگار ہے۔ اس کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خصوصیت سے دعا فرمائی۔ یہ ایسی مبارک استدعا تھی۔ کہ آپ نے دین و دنیا کی کوئی خوبی نہ چھوڑی جسکی انس کے لئے دعا نہ کی ہو۔ اور فرمایا۔ اللّٰھم ارزقہ مالاً و ولداً و بارک لہ۔ اس دعا کا اثر تھا کہ حضرت انس تمام انصار سے زیادہ متمول اور معمر ہوئے۔ کثرت سے اولاد ہوئی۔ سو سال سے زیادہ عمر پائی حضرت انس کا قول ہے کہ "فانی لمن اکثر الانصار مالاً" میں اکثر انصار سے دولتمند ہوں۔ اور میرے ہی صلب سے حجاج کے بصرہ آنے تک ایک سو انتیس بیٹے دفن ہو گئے۔

حضرت ابو طلحہ کی صلب سے ان کا ایک بیٹا عمیر بھی تھا۔ عمیر چھوٹا تھا۔ کمسنی میں انتقال کر گیا ایکبار آپ ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے۔ اور ابو عمیر کو رنجیدہ دیکھ کر ام سلیم سے دریافت فرمایا۔ کیا بات ہے۔ آج میں ابو عمیر کو سست دیکھتا ہوں۔ ام سلیم نے عرض کیا۔ اس کی چڑیا (نغیر) مر گئی۔ وہ اسکے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ آپ نے بلا کر عمیر کے سر پہ ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا۔ یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔ اور اسی وقت یہ جملہ بطور تبرکات نبوی ضرب المثل بن گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زینب بنت جحش سے نکاح کیا۔ تو ام سلیم نے ایک لگن میں مالیدہ بنا کر حضرت انس کے ہاتھ بھیجا۔ اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا۔ یہ حقیر ہدیہ قبول فرمائیں۔

آپ نہایت پاکیزہ اخلاق خاتون تھیں۔ صبر و استقلال تو ان کا امتیازی وصف تھا۔ عمیر جب انتقال کر گیا۔ تو ام سلیم نے بڑے اطمینان سے میت کو نہلایا۔ اور کفنا کر ایک طرف رکھدیا۔ لوگوں کو منع کر دیا کہ ابو طلحہ کو خبر نہ کریں۔ ابو طلحہ اس وقت موجود نہ تھے کہیں گئے ہوئے تھے۔ جب رات کو آئے تو لڑکے کا حال پوچھا۔ بولیں جس حال میں آپ نے دیکھا تھا۔ اس سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ام سلیم نے کھانا کھلایا۔ اطمینان سے بٹھایا۔ اور جب ضروریات سے فارغ ہو کر کچھ رات گذری تو نہایت متانت سے بولیں۔ اے ابو طلحہ اگر کوئی چیز مستعار دی جائے۔ اور پھر وہ واپس لے لی جائے تو کیا اس شخص کو ناگوار ہونا چاہیئے۔ حضرت ابو طلحہ نے جواب دیا کہ یہ بات تو قرین انصاف نہیں ہے۔ بولیں تو تمہارا لڑکا بھی اللہ تعالیٰ کی امانت تھا۔ جو واپس لے لیا گیا۔ یہ سُنکر ابو طلحہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ صبح ہوئی تو اس واقعہ کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی۔ آپ نے اظہار مسرت فرمایا۔ اور دعا دی۔ کہ اللہ عمیر کا نعم البدل عطا فرمائے۔ چنانچہ عمیر کے بعد عبداللہ کی ولادت ہوئی۔ جن کی تربیت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اس کی برکت تھی کہ عبداللہ بڑے صاحب کمال ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد میں دس قاری پیدا فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپکا اعتقاد بہت بڑھا ہوا تھا۔ اور آپؐ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ ایکبار ابو طلحہ آئے اور کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکے ہیں۔ کچھ کھانا بھیجدو۔ حضرت ام سلیم نے چند روٹیاں کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انس رضؓ کو دیں کہ بارگاہ نبوت میں پیش کردیں۔ آپؐ مسجد میں مع چند صحابہ کے تشریف رکھتے تھے۔ حضرت انس کو دیکھا تو فرمایا۔ تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا کھانے کے لئے ؟ بولے ہاں۔ آپؐ مع تمام حاضر الوقت صحابہ کے ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے وہ گھبرائے اور ام سلیم سے کہا کہ کیا تدبیر کی جائے۔ کھانا بہت کم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت آدمی ہیں۔ ام سلیم نے اسوقت بھی نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں سے خدا اور اس کے رسول زیادہ واقف ہیں۔ آپؐ اندر آئے تو انہوں نے وہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھدیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اصحاب کے ساتھ اسے نوش فرمایا۔

ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جتنی محبت تھی اس کا اندازہ ذیل کی روایات سے ہوگا۔ فراغت حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام منیٰ میں موئے مبارک ترشوائے تو ام سلیم نے ابو طلحہ سے کہا کہ حجام سے ان بالوں کو مانگ لو۔ اور برکت کی غرض سے ان کو ایک شیشی میں بند کرکے رکھ لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ان کے گھر آرام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ بیدار ہوئے تو دیکھا۔ کہ ام سلیم جبین مبارک سے پسینہ پونچھ رہی ہیں۔ فرمایا۔ ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو۔ بولیں برکت حاصل کر رہی ہوں۔ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مشک سے منہ لگاکر پانی پیا۔ تو ام سلیم نے مشکیزہ کا دہانہ کاٹ کر رکھ لیا کہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔

یہی حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا تھا۔ ام سلیم کے ساتھ خصوصیت سے احسان کا برتاؤ کرتے تھے۔ ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں آتا ہے کہ آپؐ ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور عورت کے ہاں نہیں جاتے تھے۔ البتہ ام سلیم مستثنیٰ تھیں۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ انکے بھائی نے میری اعانت میں شہادت پائی ہے۔

بعض اوقات آپؐ ام سلیم کے ہاں ہوتے۔ اور نماز کا وقت آجاتا۔ تو وہیں چٹائی پر نماز پڑھ لیتے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ چلے تو ام سلیم سے فرمایا "تم اس سال ہمارے ساتھ حج نہیں کرتیں"۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے شوہر کے پاس دو سواریاں ہیں۔ ان دونوں پر وہ مع اپنے بیٹے کے حج کو چلے گئے۔ مجھے چھوڑ دیا۔ آپ نے ازواج مطہرات کے ساتھ سوار کر دیا۔ عورتوں کے اونٹ پیچھے رہ گئے۔ ہانکنے والے آپ کے غلام انجشہ تھے۔ انہوں نے حدی خوانی شروع کردی جس سے اونٹ دوڑنے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ قریب آئے اور فرمایا۔ انجشہ آہستہ آہستہ شیشے ہیں شیشے۔

حضرت ام سلیم بڑی عقل و کمال والی خاتون تھیں اور آپ نے نہایت دقیقہ شناس اور نکتہ رس دماغ پایا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آپ عقلمند عورتوں میں سے تھیں۔ حضرت ام سلیم کو تربیت اولاد کا جو سلیقہ تھا۔ اس کا اندازہ حضرت انس کے اس فقرہ سے ہوسکتا ہے کہ اللہ میری ماں کو جزائے خیر دے انہوں نے میری بہت خوبی سے کفالت کی۔

حدیث کا علم بھی اچھا تھا۔ لوگ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ اور شکوک رفع کرتے تھے۔ ایکبار زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس میں ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا۔ تو دونوں نے انہی سے فیصلہ کرایا۔ حضرت ام سلیم کے مناقب بہت ہیں۔ اور اسکی تصدیق اس حدیث سے ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں جنت میں گیا تو مجھ کو کچھ آہٹ معلوم ہوئی میں نے پوچھا کون ہے۔ تو لوگوں نے کہا۔ رمیصاء بنت ملحان ہیں +

(امتہ السلام قادیان)

اعمالِ صالحہ کی اہمیت

حیاتِ ابدی اور ہمیشہ کی زندگی مال و منال سے نہیں۔ جائداد و املاک سے نہیں۔ اس فانی دنیا کی فانی چیزوں سے نہیں۔ کیونکہ یہ سب زوال پذیر ہیں۔ آج نہیں تو کل مٹ جانے والی ہیں۔ دولت ڈھلتی ہوئی چھاؤں ہے۔ انسانی جسم خود فنا ہونے والا وجود ہے۔ جائدادیں ملتی اور چھنتی رہتی ہیں۔ اموال آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ مگر ایک چیز جسے بقاء اور خلود حاصل ہے۔ ایک چیز جس پر دوام کا سایہ ہے۔ ایک چیز جو ابدیت کی چادر میں مستور ہے۔ ایک چیز جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ وہ انسان کے نیک اعمال ہیں۔ اور اس کی باقیات صالحات ہیں۔ دنیا میں قابلِ یاد چیز انسان کی نیکیاں ہیں۔ اور عقبیٰ میں کام آنے والی چیز اسکے نیک اعمال ہیں۔ عربی کا ایک شاعر کیا ہی خوب کہتا ہے ؎

إنما المرء حدیث بعده
فکن حدیثاً حسناً لمن وعی

کہ انسان مرنے کے بعد بات کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی اس کا چرچا اور ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے۔ لوگ اس کی نیکیوں کو یاد کرتے اور بُرے اعمال کا چرچا کرتے ہیں۔ سو شاعر کہتا ہے کہ اے انسان تیرا فرض ہے۔ کہ تو یاد رکھنے والوں کے لئے بطور اچھی بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ہو۔ دنیا کی زندگی چندروزہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی سے واضح ہوتا ہے۔ اور حضور انور نے دنیا کی حقیقت کو طشت ازبام کردیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "اے انسان تو اس دنیا میں اس مسافر کی طرح ہے جو سفر کی وجہ سے تھک کر ایک درخت کے سایہ تلے ذرا سستانے کو بیٹھ جائے" دنیا فانی اور مٹ جانے والی ہے۔ دنیا کی ہر چیز کالعدم ہونے والی ہے۔ خدائے قدوس اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیرٌ عند ربک ثوابا وخیر املا۔ نیز حدیث میں آتا ہے۔ ان اللہ لا ینظر الی صُوَرِکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور تمہارے مال و دولت کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال پر ہے۔

اے لوگو! یہ دنیا فنا ہوجانے والا مال ہے۔ اسے نیک و بد سب کھاتے ہیں۔ مگر آخرت کا وعدہ ایک سچا وعدہ ہے۔ اس میں حقیقی بادشاہ اور عادل و قادر خدا حکمران ہوگا۔ اس جگہ سچ سچ ثابت ہو جائے گا۔ اور جھوٹ جھوٹ۔ پس اے لوگو! تم اس دنیا کے فرزندوں میں سے مت بنو۔

دنیا چند روز۔ عاقبت با خداوند

اسلام نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق بتایا ہے کہ کس طرح انسان اس دار العمل میں کام کرے تا آخرت میں سُرخرو ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص پسند کرتا ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ سے سچی محبت کرے۔ یا اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کریں۔ اسے چاہیئے کہ جب بات کرے۔ تو ہمیشہ سچ بولے۔ اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے۔ تو خیانت نہ کرے۔ اور اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔ اپنے بھائی کے آگے تیرا مسکرانا تیرے لئے ایک صدقہ ہے۔ تیرا نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے روکنا ایک صدقہ ہے۔ اور کسی بھٹکنے والی جگہ سے تیرا کسی کو راہ بتانا ایک صدقہ ہے۔ اور کسی کمزور نگاہ والے کے لئے تیرا کسی چیز کو دیکھ دینا ایک صدقہ ہے۔ تیرا راستے سے پتھر کانٹے اور ہڈی کا ہٹانا ایک صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا ایک صدقہ ہے۔ خرچ میں کفایت کرنا اور میانہ روی اختیار کرنا آدھی عقل ہے۔ اور بات کو عمدہ طور پر دریافت کرنا آدھا علم ہے۔

پس اسلام کی اس سچی اور روشن و چمکتی ہوئی تعلیم کے ماتحت ہر احمدی خاتون بآسانی اعمال صالحہ بجالاسکتی ہے۔ کیونکہ اعمال صالحہ ہی وہ چیز ہیں۔ جن سے حیات ابدی حاصل ہوسکتی ہے۔ دنیا تو یوں بھی مومن کے لئے آزمائش کا گھر ہے۔ الدنیا سجن المؤمن وجنۃ للکافر۔ یعنی دنیا مومن کے لئے ایک قیدخانہ کے طور پر ہے۔ مگر کافر کے لئے بطور جنت کے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مومن دنیا میں سب کچھ خدا کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔ اور کافر سب کچھ اپنی مرضی سے کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسے آخرت میں جب اپنے اعمال کی سزا ملے گی۔ تو وہ کہہ اُٹھے گا کہ دنیا تو میرے لئے جنت تھی۔ لیکن مومن کو جب خداتعالیٰ کی نعماء حاصل ہوں گی تو وہ بے اختیار کہیگا کہ دُنیا تو میرے لئے قید تھی۔ سو ہمیں چاہیئے کہ ہم اس فانی دنیا میں اپنے لئے حقیقی سرمایہ پیدا کرنے میں مصروف ہو جائیں۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم بانیٔ احمدیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر پوری طرح عمل پیرا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ مَیں نے ایک کشف میں دیکھا ہے کہ مَیں کہہ رہا ہوں کہ ہم نیا نظام نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ احمدیت کے ذریعے سے یہ انقلاب پیدا ہوگا۔ اس لئے ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اس دنیا میں یہ انقلاب پیدا کریں۔ تا حیات ابدی حاصل ہو+

(امۃ اللہ درجہ رابعہ)

چند قابلِ عمل باتیں

(۱) ہمیشہ سچ بولو۔ سچ بولنا بہادری ہے اور جھوٹ بولنا بزدلی۔

(۲) بلاوجہ قسمیں کھاکر اور گندے الفاظ بولکر اپنی زبان کو نہ بگاڑو۔

(۳) قول وفعل میں ناشائستگی اور بدتہذیبی نہ برتو۔

(۴) علم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ یہ دولت لازوال ہے جسے نہ چور چُرا سکتا ہے اور نہ کوئی چھین سکتا ہے۔

(۵) وقت کی ہمیشہ قدر کرو۔ کیونکہ وقت ایک بیش بہا چیز ہے۔

(۶) مصیبت میں ہمت نہ ہارو۔ اور راحت میں خدا کو نہ بھولو۔

اگر ان تمام نصیحتوں پر عمل کرو گے۔ تو دنیا میں ہمیشہ نیک نام رہو گے۔

تحریکِ جدید کا خواتین سے مطالبہ

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب تحریک جدید جاری فرمائی۔ تو اس کے پہلے مطالبہ میں ہی حضور نے عورتوں کو خاص طور پر سادہ رہنے کی ہدایت فرمائی۔ اور یہ بالکل سچ بات ہے کہ بہ نسبت مردوں کے عورتوں میں تکلف زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ فیشن کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ اسی وجہ سے حضور نے عورتوں سے مطالبہ فرمایا کہ وہ سادگی اختیار کریں۔ اور فیشن پر روپیہ برباد کرنے کی بجائے اسے اشاعت اسلام کے کاموں میں صرف کریں۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد پر مردوں نے تو اپنے اندر بہت کچھ تبدیلی پیدا کرلی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود بار بار توجہ دلائے جانے کے ابھی تک عورتوں کو اس کی اہمیت کا پُوری طرح احساس نہیں ہوا۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔ کہ "جو عورتیں اس میں شامل ہوں۔ وہ اپنے اوپر ایسی پابندی عائد کرلیں کہ محض اپسند پر کپڑے نہ خریدیں گی۔ بلکہ ضرورت پر کپڑا لیں گی"۔ اب آپ سوچیں کہ آیا ہم واقعی حضور کے ارشاد پر عمل کیا ہے۔ اگر نہیں کیا تو یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہم دعویٰ تو آپ کی اطاعت کا کریں۔ مگر ایسی معمولی بات میں بھی حضور کے ارشاد پر عمل نہ کرسکیں۔ اس کے علاوہ حضور نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورتوں کو اور بھی بعض نصائح فرمائی تھیں۔ جن میں سے بعض کو میں درج ذیل کرتی ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ عورتیں اس بات کا عہد کریں کہ وہ پھیری والوں سے کپڑا نہیں خریدیں گی۔ کیونکہ اس طرح بلا ضرورت کپڑا خریدنے کی عادت پڑتی ہے۔ اور یہ عادت اسراف کا موجب بنتی ہے۔

اسی طرح حضور نے فرمایا کہ "جو عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں۔ وہ گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں۔ یہ باتیں میں نے کانگریسی نقطۂ نگاہ سے نہیں کہیں۔ اس لئے اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ پہلے جو چیزیں موجود ہیں ان کو ضائع کرنے یا جلا دینے کا حکم ہے۔ بلکہ یہ مطالبات اس لئے ہیں کہ ہمیں دین کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر پچھلا موجود ہو۔ تو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مگر آئندہ سے خریدنا بند کر دیں۔ فیتوں کے متعلق پابندی بھی بدستور قائم ہے۔ کیونکہ کپڑے خواہ کتنے گراں ہوں۔ ایک عرصہ تک کام دے سکتے ہیں۔ مگر فیتے لباس پر صرف ٹانکے جاتے ہیں۔ اور ہر روز بدلے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر نئے فیشن کو دیکھکر عورتیں ریجھ جاتی ہیں۔ اور نیا فیتہ خرید کر پہلے فیتے کی جگہ لگا لیتی ہیں۔ اس طرح کپڑوں پر اتنی قیمت نہیں لگتی جتنی ایک فیشن پرست عورت کے فیتوں پر۔ کیونکہ فیتے بدلے جاتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء)

میں نے مثال کے طور پر حضور کے خطبہ میں سے چند باتیں پیش کی ہیں۔ ورنہ باتیں تو اور بھی بہت سی ہیں۔ بہنوں کو چاہیئے کہ حضور کے حکموں پر عمل کرتی ہوئی سادہ زندگی اختیار کریں۔ تاکہ انہیں خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔ تکلف اور فیشن میں فضول خرچی بھی بہت ہے۔ اور تکلیف بھی۔ ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ؎

اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام سے رہتے ہیں جو تکلف نہیں کرتے

علاوہ ازیں خدا تعالیٰ بھی فضول خرچی اور تکلف سے منع فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ یعنی کھاؤ اور پیؤ۔ مگر اسراف سے بچو۔ بس چاہیئے کہ ہم سادہ زندگی بسر کریں۔ اور ہر قسم کے تکلفات و فیشن سے دُور رہیں۔ تاکہ ہم خدائے حکیم کو بھی ماننے والی ہوں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فرمان پر بھی عمل کرنے والی ہوں۔

(مطلوبہ خاتون زہرہ)

اعانتِ "مصباح"

امۃ اللہ بیگم صاحبہ درجہ رابعہ نے اپنے ماموں بابو محمد حنیف صاحب انبالہ چھاؤنی کے ہاں فرزند تولد ہونے کی خوشی میں ایک بہن کے نام چھ ماہ کے لئے مصباح جاری کرایا ہے۔ مسعودہ اختر صاحبہ درجہ ثانیہ نے اپنے بھائی کی پیدائش کی خوشی میں چھ ماہ کے لئے اخبار جاری کرایا۔ اور سارہ بیگم صاحبہ درجہ رابعہ نے اپنے بھائی کے پاس ہونے کی خوشی میں چھ ماہ کے لئے اخبار جاری کرایا۔ اسی طرح سارہ بیگم صاحبہ درجہ رابعہ نے ایک بہن کے نام ایک سال کیلئے مصباح جاری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُمّتِ محمدیہ میں سلسلۂ نبوّت کا اجراء

ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اور مذاہب اور سلسلوں کی موجودگی میں جماعت احمدیہ کے قیام کی کیا ضرورت پیش آئی؟ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ تمام وہ لوگ جو کسی الہامی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس امر پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً انبیاء آتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ آئے۔ اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں۔ جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہادی نہ آئے ہوں۔ دنیا کی ترقی اور راہنمائی انہی لوگوں سے وابستہ اور متعلق ہے۔ اور اگر ان لوگوں کو علیحدہ کیا جائے۔ تو دنیا میں تاریکی ہی تاریکی نظر آئے۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ یعنی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی نبی نہ گذرا ہو۔ قدیم تاریخ کی ورق گردانی اور آثار قدیمہ کا تجسس ہمیں زیادہ سے زیادہ اس حقیقت کا معتقد بنا دیتا ہے۔ اور یہ تحقیق ہی نوع انسان میں یگانگت اور اتحاد پیدا کرنے کا بہت بڑا موجب ہو رہی ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن کریم نے سب سے پہلے بیان کیا ہے۔ جب ہم ان انبیاء کی آمد کی غرض کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بعثت اور آمد دنیا میں ہمیشہ رُوحانیت کے مٹ جانے اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے قطع ہو جانے پر ہوئی ہے۔ یہ فرستادہ لوگ اس بادل کی طرح آتے رہے ہیں جو بارش کے ایک لمبے عرصہ تک بند رہنے کے بعد آتا ہے۔ اور دنیا کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ انبیاء متلاشی دنیا کی پکار کے نتیجہ میں آسمان سے بھیجے جاتے ہیں۔ اور اس چرواہے کی طرح ہوتے ہیں جو جنگلوں میں منتشر بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ دنیا ان کے ذریعہ سے پھر صداقت پر جمع ہو جاتی اور منزل مقصود کی طرف قدم بڑھاتی ہے۔ اور آخر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتی ہے۔

یہ سلسلہ نبوت جس طرح ہمیشہ سے چلا آیا ہے ہمارے نزدیک اسی طرح آئندہ بھی چلا جائیگا۔ اور کسی وقت بند نہ ہوگا۔ کیونکہ عقل انسانی اور قرآن شریف کے علاوہ احادیث بھی اس سلسلہ کے بند ہونے خیال کو رد کرتی ہیں۔ اگر دنیا میں تاریکی اور خدا تعالیٰ سے دُوری کے زمانے آتے رہینگے۔ تو یہ سلسلہ بھی بند نہ ہوگا۔ اگر وقتاً فوقتاً لوگ اصل راستہ کو چھوڑ کر گمراہی کے گھنے جنگلوں میں راستہ کھوتے رہینگے اور سچے راستہ کی طرف پہنچنے کی خواہش ان کے دل میں پیدا ہوتی رہیگی۔ اور وہ ہدایت کی جستجو کرتے رہینگے تو ایسے لوگوں کی آمد کا انقطاع بھی ناممکن اور محال ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت کی شان کے خلاف ہے کہ وہ درد تو پیدا کرے لیکن علاج پیدا نہ کرے۔ پیاس تو دے مگر پیاس بجھانے کے سامانوں کو مٹا دے۔ ایسا خیال کرنا اس سرچشمۂ رحم پر بدظنی ہے۔ اس عام قاعدہ کے ماتحت ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس وقت جبکہ تمام مذاہب کی جڑھیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ اور لوگ خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ایک نبی کی جو کہ ان کو راہ راست پر چلائے ضرورت ہے۔ جس طرح پہلے زمانوں میں ضرورت تھی۔ اسی وجہ سے جماعت احمدیہ اس امر کی معتقد ہے کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہیگا۔ اور موجودہ زمانہ نہایت زور سے ایک نبی کی ضرورت کی شہادت دے رہا ہے۔

اب میں اس امر پر از روئے قرآن شریف کے دلیل پیش کرتی ہوں۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔ وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُھْلِکُوْھَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَوْ مُعَذِّبُوْھَا عَذَابًا شَدِیْدًا کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ کہ قیامت سے پہلے پہلے ہم ہر ایک بستی کو عذاب شدید میں مبتلا کریں گے۔ اور یہ ہمارا قانون ہے۔ پھر خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ کہ جب تک ہم نبی نہ بھیج لیں۔ اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتے۔ آج واقعات عالم پر نظر ڈالنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا ہلاکت اور تباہی سے کس قدر تنگ آچکی ہے۔ بستیوں کی بستیاں اور شہروں کے شہر توپوں اور بموں سے اڑائے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ صرف خدا کے اس رسول کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے جسکو اس نے اپنے قانون کے مطابق دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے فرمایا۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا" اس کے بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں سے ایک حدیث بطور دلیل پیش کرتی ہوں۔ غیر احمدی صاحبان جس لفظ سے نبوت کے بند ہونے کا استدلال کرتے ہیں آگے آنیوالی حدیث سے ان کی یہ دلیل بالکل باطل ثابت ہو جاتی ہے۔ حدیث کی کتاب ابن ماجہ میں مذکور ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلْعَمْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ لَہٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ وَلَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا۔ کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم فوت ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا۔ کہ جنت میں اسکے لئے ایک انّا ہے۔ اور فرمایا۔ کہ اگر یہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔ یہ واقعہ وفات سنہ ۹ ہجری میں ہوا اور آیت خاتم النبیین جو کہ غیر احمدیوں کی دلیل کی بنیاد ہے سنہ ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ گویا آیت خاتم النبیین کے نزول کے چار سال بعد حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگر میرا بیٹا زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔ گویا حضرت ابراہیم کا نبی نہ بننا آپ کی موت کے باعث ہوا۔ نہ کہ انقطاع نبوت کے باعث۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کا مطلب یہ سمجھتے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئیگا تو آپؐ کو فرمانا چاہیئے تھا۔ لَوْ عَاشَ اِبْرَاھِیْمُ لَمَا کَانَ نَبِیًّا لِاَنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ جیسا کہ کوئی آدمی کہے کہ میرا بیٹا زندہ رہتا تو بی۔ اے ہو جاتا۔ کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بی۔ اے کی ڈگری ہی بند ہے۔ نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بی۔ اے کی ڈگری تو مل سکتی تھی۔ ہاں اسکی موت اس کے حصول میں مانع ہوئی۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ نبوت تو مل سکتی ہے۔ مگر چونکہ ابراہیم فوت ہو گیا۔ اس لئے اسے نبوت نہیں مل سکی۔ پس ان آیات، حدیث اور عقلی دلائل سے روز روشن کیطرح ظاہر ہے کہ اس اُمت میں سلسلہ نبوت بند نہیں بلکہ جاری ہے۔ (سارہ نسیم لوئر نائنتھ کلاس)

فضائل سُورہ فاتحہ

حضرت حسین بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ کتابوں کے علوم قرآن مجید میں ودیعت کر دیئے ہیں۔ اور قرآن کے علوم کو سورہ فاتحہ میں بھر دیا ہے۔ نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اس لئے واجب قرار دیا گیا ہے کہ اس میں تمام کلام مجید کا خلاصہ آجاتا ہے۔ اسی لئے اس کا نام اُم القرآن بھی ہے۔

قرآن شریف میں چھ باتوں کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۱) قرآن خدا کی ذات وصفات اور اس کے حسنات کا ذکر کرکے اس کی رضا جوئی کی ہدایت کرتا ہے۔

(۲) قرآن یہ بتاتا ہے کہ وہ کونسا راستہ ہے جسپر چل کر خدا کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔

(۳) قرآن یہ بتاتا ہے کہ اس راستہ پر چلنے کے لئے کن امور کی ضرورت ہے۔

(۴) جو لوگ اس راستے پر چلیں ان کی اطاعت کی ترغیب دیتا ہے۔

(۵) جن لوگوں نے انحراف کیا۔ ان کی سزا کا ذکر کرکے ان سے نفرت دلاتا ہے۔

(۶) قرآن یہ بتاتا ہے کہ رضائے الٰہی میں کیا فائدے ہیں اور وہ فوائد کس عالم میں حاصل ہونگے۔

(۱) اب دیکھئے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں۔ جو سارے جہانوں کا رب ہے اور مہربان ورحیم ہے) اس میں خدا کی ذات وصفات اور احسانات کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ (سیدھا راستہ) اس میں اس راستے کی طرف راہنمائی کی گئی ہے جسپر چل کر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

(۳) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) اسمیں وہ طریق بتائے گئے ہیں جن سے یہ راہ سہولت سے طے ہو سکتی ہے۔ یعنی خدا کی عبادت کرنا۔ اور اس سے مدد چاہنا۔ اور اس کی طرف رجوع کرنا۔

(۴) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا) اس میں ان لوگوں کے اجر کا ذکر ہے جو اس سیدھے راستے پر چلے۔

(۵) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ (نہ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے غضب نازل فرمایا) اس میں منکروں کی سزا کا ذکر کرکے ان کی پیروی سے نفرت دلائی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶) مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (مالک ہے قیامت کے دن کا) اس میں اس دن کا ذکر کیا گیا ہے جب نیکوں کو ان کے اچھے اعمال کا اجر اور بدوں کو انکے بُرے اعمال کی سزا ملے گی۔

پس چھ مقاصد ہیں۔ جن کی تعلیم قرآن مجید میں جا بجا دی گئی ہے۔ اور یہی چھ مقاصد ہیں۔ جن کا اختصار کے ساتھ سورہ فاتحہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کو ام الکتاب کا لقب حاصل ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس میں اس قدر جامعیت پائی جاتی ہے۔ کہ انسان کی کوئی ضرورت خواہ وہ اس کے جسم۔ اخلاق۔ تمدن۔ خاندان۔ شہر یا روح کے متعلق ہو ایسی نہیں جس پر یہ دُعا محیط نہ ہو۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے نے میری ثنا وصفت کی۔ اور جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے۔ تو فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری عظمت وجلال کا اظہار کیا۔ اور جب بندہ ایاک نعبد وایاک نستعین کہتا ہے۔ تو جواب میں فرماتا ہے۔ کہ یہ تو میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک بات ہے۔ اور میرا بندہ جو کچھ مانگے وہ اس کے لئے موجود ہے۔ پھر جب بندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والضالین کہتا ہے۔ تو جواب میں فرماتا ہے۔ کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے۔ اور بندہ جو طلب کرے۔ وہ اس کے لئے موجود ہے۔ اس سورۃ کو ختم کرکے وہ بڑی خوشی سے آمین کہتا ہے۔ یعنی اے میرے رب تو میری التجاؤں اور میری عبادت کو قبول فرما۔ جیسا کہ تو نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے۔ سو جس وقت اس طرح سوچ سمجھ کر نماز پڑھی جائیگی۔ تو وہ لطف وسکون اور راحت وحلاوت قلب کو نصیب ہوگی۔ جس کا اظہار الفاظ میں کسی طرح ممکن نہیں۔

(سعیدہ فرحت بنت مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی)

آپکو معلوم ہونا چاہئے
کہ

(۱) ہومر۔ یونان کا ملک الشعراء اور دُنیا کا پہلا فلاسفی اور شاعر ایک معمولی زمیندار کا بیٹا تھا (۲) سقراط۔ رومۃ الکبریٰ کا مشہور حکیم اور فلاسفر ایک بڑھئی کا لڑکا تھا (۳) ورجل سلطنت رُوما کا ملک الشعراء ایک قلی کا بیٹا تھا (۴) شیکسپیئر انگلستان کا مایہ ناز شاعر اور علم النفس کا بہترین ماہر لکڑی فروش کا لڑکا تھا (۵) نپولین اعظم۔ دنیا کا بہترین جرنیل اور فاتح ایک معمولی سپاہی تھا (۶) جوزیفائن۔ ملکہ فرانس ایک تمباکو فروش کی لڑکی تھی۔ (۷) کیتھرائن۔ زار روس کی بیوی ایک فوج میں خادمہ تھی (۸) جان وانا میکر۔ امریکہ کا مشہور کروڑپتی سولہ روپے ماہوار کا ملازم تھا (۹) راک فیلر۔ تیل کا بادشاہ ایک معمولی دوکاندار کا ملازم تھا۔ (نصیرہ نزہت درجہ رابعہ دینیات کالج)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں برقِ تپاں دیکھی بنائے آشیاں رکھدی

زمین و آسماں ہر اک میں کیا قدرت عیاں رکھدی
فنا تو نے یہاں رکھدی بقا تو نے وہاں رکھدی

مقرر ہے خمار اسکے لئے کچھ شک نہیں اس میں
کہ پی کر جس نے تھوڑی بھی شرابِ ارغواں رکھدی

دیا بلبل کو ذوقِ راگنی اور دولتِ الفت
تو گل کی خصلتوں میں اک ادائے دلستاں رکھدی

نہیں ممکن رسائی ہو، مری یارِ یگانہ تک
جبیں تیرے ہی اوپر میں نے سنگِ آستاں رکھدی

بہت پہلو تہی کی ہم سے حیرت ہے یہی آخر
ہماری یاد تم نے کس جگہ اے مہرباں رکھدی

سیہ آنکھیں نہ اسکو دیکھ سکتیں شمع نورانی
خود اسنے لاکے میرے اور اپنے درمیاں رکھدی

برائے گل دل و جاں پھونکنے کو عشقِ بلبل نے
جہاں برقِ تپاں دیکھی بنائے آشیاں رکھدی

بیاں ہم ان سے کرتے کیا فرشتوں نے عنایت سے
گل ان کے سامنے لکھ کر ہماری داستاں رکھدی

ترقی خوب عیاشی میں کی، بنتینِ مغرب نے
چھپا کر شرم اور غیرت خدا جانے کہاں رکھدی

جو حاصل فتح کر لی تم نے اپنے نفس کے اوپر
تو گویا مشتِ عزرائیل میں ہٹلر کی جاں رکھدی

سخن سے شاکرہ کے بزم ہے مسحور ہو جاتی
دہن میں اس کے خالق نے زبان جادو بیاں رکھدی

(شاکرہ خاتون دار البرکات قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ "مصباح" کے متعلق

مجھے عرصہ کے بعد مصباح ملا۔ اور میں اسکے کوائف پڑھ کر حیران رہ گئی۔ اللہ اکبر ایک پرچہ اور اسکی طرف سے یہ بے التفاتی۔ تعجب ہے۔ میں تو ان پیہم تحریکوں کو پڑھ کر شرمندہ ہو رہی ہوں۔ میرے خیال میں اب یوں کام نہ چلے گا۔ اب آئندہ کے لئے کچھ اس قسم کی تجاویز عمل میں لائی جائیں:۔

(۱) جہاں لجنات ہیں وہ اپنے اپنے ہاں کی پڑھی لکھی اور ذی مقدرت بہنوں کی الگ الگ فہرست بنائیں۔

(۲) اوسط درجے کی پڑھی لکھی بہنوں سے دو روپیہ ہی چندہ۔ مگر انہیں خریداری کے لئے مجبور کیا جائے۔ اس کا چندہ بہت مختصر ہے کوئی گراں نہیں۔

(۳) ذی مقدرت بہنوں کو بھی نہ صرف خریداری پر مجبور کیا جائے بلکہ ان کے ذمہ ان کی حیثیت کے مطابق چندہ عائد کیا جائے جو تین روپیہ سے سات روپیہ تک ہو (یعنی جیسی جیسی حیثیت ہو۔ اس کے مطابق تین روپیہ سے سات روپیہ تک چندہ وصول کیا جائے)

(۴) پڑھی لکھی مگر اوسط سے کم حیثیت بہنیں دو دو تین تین مل کر ایک پرچہ خرید سکتی ہیں مگر انکی حیثیت کا فیصلہ لجنہ نے کرنا ہو گا۔

(۵) چندہ کی وصولی لجنہ کے ذمہ ہو۔ جس طرح مرکزی چندوں کی وصولی کرتی ہیں۔

(۶) جہاں لجنہ نہ ہو وہاں کے سیکرٹری صاحب کے ذمہ یہ فرض ہونا چاہیئے کہ سلسلہ کے دوسرے کاموں کی طرح مندرجہ بالا تجاویز کے مطابق عمل کرانے کے لئے ایک آدمی کو مقرر فرمائیں۔

(۷) بیگم صاحبہ سر ظفر اللہ خان صاحب۔ عزیزہ نصیرہ بیگم سلمہا (بیگم مرزا عزیز احمد صاحب) عزیزہ آمنہ بیگم سلمہا (بیگم لفٹیننٹ چوہدری عبداللہ خان صاحب) عزیزی امۃ القیوم بیگم سلمہا۔ محترمہ سعیدہ حسن صاحبہ (بیگم ظہور الحسن صاحب آئی۔سی۔ایس کرور) ان بیگمات کا مصباح کی سرپرستی فرما کر عنداللہ ماجور ہونا چاہیئے۔

اگر مصباح سوسائٹی ان تجاویز کے لگ بھگ کوئی پروگرام تیار کر کے تمام لجنات اور سکرٹریان کو بھیجدے تو اس کے عمل کے نتیجہ میں خاطر خواہ نتیجہ نکلنے کی انشاء اللہ اُمید ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح مصباح تمام احمدی گھرانوں میں پہنچکر اس کی خریداری اور حالت دونوں کو امید سے زیادہ بڑھا سکتا ہے۔

(غمگین از برما)

معمہ کا حل

گذشتہ پرچہ میں جو معمہ شائع ہوا ہے۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث سے تعلق رکھتا ہے۔ جسے معہ جواب درج ذیل کیا جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَۃً لَا یَسْقُطُ وَرَقُھَا وَ اِنَّھَا مَثَلُ المُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِیْ مَا ھِیَ فَوَقَعَ النَّاسُ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فی شجر البوادی قال عبد اللّٰہ ووقع فی نفسی
انھا النخلۃ فاستحییت ثم قالوا حدثنا
ماھی یا رسول اللّٰہ قال ھی النخلۃ۔ یعنی
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ
درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کا پتہ نہیں
گرتا اور ... ن کی مثال ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو۔ کہ
وہ کونسا درخت ہے۔ صحابہؓ یہ سنکر جنگلی درختوں کیطرف
اپنا خیال دوڑانے لگے۔ حضرت عبد اللہؓ کہتے ہیں۔
میرے دل میں خیال آیا۔ کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر
میں کہتے ہوئے شرما گیا۔ (ایک دوسری حدیث میں
ہے کہ میری عمر چھوٹی تھی اس لئے شرما گیا) پھر صحابہؓ
نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ ہی بیان فرما دیں۔ وہ
کونسا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کھجور کا درخت
ہے۔ یہ ایک لطیف مثال ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مومن کی بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ کھجور کا درخت ایک
ایسا درخت ہے کہ اس کی ہر چیز کار آمد ہوتی ہے۔ اسکے
پتے دوسرے درختوں کی طرح گرتے نہیں۔ بلکہ سالہا سال
قائم رہتے ہیں۔ اور ان سے بہت سی چیزیں تیار ہوتی ہیں۔
اسی طرح اس کا پھل بھی ہمیشہ رہتا ہے۔ اس کے پھل کی
گٹھلیاں عموماً بکریوں کو دی جاتی ہیں۔ جس سے وہ دودھ
زیادہ دیتی ہیں۔ چھڑیاں اور چھال بھی کار آمد چیزیں ہیں۔
غرض کہ اس درخت کا کوئی بھی حصہ ناقابل استعمال نہیں ہے۔
یہی حال مومن کا ہے کہ وہ اپنے وجود کو ہر ممکن طریق سے
کار آمد بناتا ہے۔ اور سراسر نافع الناس وجود بننے کی
کوشش کرتا ہے۔ اس مثال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی اُمت کو یہ سبق دیا ہے کہ جس طرح کھجور کے درخت کی
ہر چیز میں فائدے ہیں اور وہ لوگوں کو بہت نفع دیتے
ہیں۔ اسی طرح تم اپنے وجودوں کو نفع مند بناؤ۔

(احمدی بیگم زہرہ۔ ریلوے روڈ دار البرکات)

نوٹ:- امۃ الرحمٰن صاحبہ نسیم۔ عزیزہ بیگم صاحبہ
دولت پور تحصیل پٹھان کوٹ۔ امۃ اللہ صاحبہ دینیات
درجہ رابعہ۔ اور مسعودہ اختر صاحبہ نے بھی اس معمہ کا
صحیح حل بھجوایا ہے۔ (ایڈیٹر)

"بزم مصباح"

(۱)

ماہ جون ۱۹۴۱ء کے مصباح میں کسی بہن نے
سر درد اور گھٹنے کے درد کا نسخہ طلب کیا ہے۔ میں
ذیل میں چند ایک نسخے درج کرتی ہوں:-

۱۔ چاولوں کو آک کے دودھ میں تین مرتبہ بھگو کر
اور سایہ میں سکھا کر بہت باریک پیس لیں۔ اس میں سے
تھوڑا سا لیکر سونگھیں۔ کیسا ہی پرانا درد سر ہو بالکل جاتا
رہیگا نصف سر کے درد کو بھی اس سے آرام آجاتا ہے۔

۲۔ صندل اور کافور۔ یا افیون اور سونٹھ یا صرف
دار چینی پانی میں پیس کر پیشانی پر لیپ کریں آرام ہوگا۔

۳۔ باریک ہلدی گھی میں ملا کر پیشانی پر لیپ کریں۔
ہر قسم کے سر درد کو آرام ہوگا۔

۴۔ تُلسی کے پتے سایہ میں سکھا کر نسوار بنائیں۔
ضرورت کے وقت سر درد کے مریض کو سنگھائیں۔ درد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فوراً جاتا رہے گا۔

۵۔ گھٹنے کے درد کے لئے اجوائن کا تیل لیکر گھٹنے پر مالش کریں۔ چند دن مالش کرنے سے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

۶۔ ایک اور مصباحی بہن نے لکھا تھا کہ میرے ہاتھوں کی پشت پر بال ہیں۔ اس بہن کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کی پشت پر سے بال اکھیڑ کر وہاں اجوائن خراسانی کے پتوں کا لیپ کریں۔ اسطرح کئی بار کریں۔ وہاں بالوں کا نکلنا بالکل بند ہو جائے گا۔ (امتہ الحفیظ شاہ دار الفضل قادیان)

(۲)

محترمہ مطلوبہ خاتون صاحبہ زہرہ سکرٹری لجنہ اماء اللہ محلہ دار الشکر۔ جو آجکل میرٹھ میں ہیں۔ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ بہنیں ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(سلیمہ اختر دختر سردار احمد خان صاحب

(۳)

میری والدہ صاحبہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

(قانتہ بیگم درجہ رابعہ)

(۴)

اس عاجزہ نے حدیث بخاری پڑھنی شروع کی ہوئی ہے۔ جو کہ اب عنقریب ختم ہونے والی ہے مصباحی بہنوں سے خصوصاً اور تمام جماعت احمدیہ سے عموماً درخواست کرتی ہوں کہ دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ مجھے علم حدیث سے متمتع فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتوں پر

عمل کرنے کی توفیق دے۔ (احمدی بیگم زہرہ)

(۵)

۲۴/۲۵ ماہ احسان ۱۳۲۰ ہش کی درمیانی شب میرا بھتیجا عزیز مظفر منیر احمد شاہد بقضائے الٰہی وفات پاکر اپنے مالک حقیقی سے جا ملا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

عزیز ۱۳ ظہور ۱۳۲۰ ہش بروز منگل پیدا ہوا تھا حضرت ام المومنین مدظلہا العالی نے اس کا نام مظفر احمد رکھا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منیر احمد نام تجویز فرمایا تھا۔ ان ہر دو بزرگوں کے نام تجویز فرمانے سے قبل میں اس کو شاہد پکارا کرتی تھی۔ جو کہ نام تجویز ہونے کے بعد بھی اکثر اسی نام سے پکارا جاتا رہا۔ عزیز کی صحت چھ ماہ تک بہت اچھی رہی۔ مگر اس کے بعد اسے دہلی جا کر نمونیہ ہو گیا۔ اور بعد ازاں دانت نکالنے کی وجہ سے بیمار رہنے لگا۔ وفات سے بیس روز قبل بعارضہ خسرہ بیمار ہوا۔ مگر اچھا ہونے کے بعد پھر دوبارہ خسرہ نکل آیا۔ اور بعد ازاں خونی پیچش بھی شروع ہو گئی۔ علاج کافی غور سے کیا گیا۔ مگر ع "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

آخر ۲۴/۲۵ احسان کی درمیانی شب کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ اس سے پہلے بھی میرا ایک بھتیجا فوت ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی وفات نے ہمیں بہت دلگیر کر دیا ہے۔ اسوقت میرا ایک بھتیجا مبشر احمد اور تین بھتیجیاں ہیں۔ مبشر کی صحت کمزور رہتی ہے۔ اسلئے مصباحی بہنوں سے عاجزانہ التماس ہے۔ کہ دعا فرمائیں خدا تعالیٰ ہمیں صبر جمیل عطا کرے اور مظفر کا نعم البدل دے اور مبشر کو صحت و توانائی عطا فرمائے۔ نیز اس کی بہنوں کو بھی لمبی عمر عطا کرے اور خادم دین بنائے۔

(غمزدہ احمدی بیگم زہرہ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیادِ کلثوم

۸ رمئی ۱۹۴۱ء کو مولوی غلام رسُول صاحب افغان مہاجر قادیان کی لڑکی کلثوم بیگم جو نصرت گرلز ہائی سکول کی دسویں جماعت میں تعلیم پاتی تھی نہانے کے تالاب میں ڈوب کر فوت ہوگئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۝ اس افسوسناک حادثہ کے متعلق مرحومہ کے لواحقین کی فرمائش پر جناب ڈاکٹر منظور احمدؐ صاحب منظورؔ بھیروی نے ذیل کے اشعار میں ان جذباتِ درد کا اظہار کیا ہے جو اس حادثہ سے مرحومہ کے والدین اور رشتہ داروں کے دل میں پیدا ہوئے۔ (ایڈیٹر)

آمری کلثوم مَیں صدقے ترے قربان میں
ڈوب جانے سے ترے ہوں سخت ہی حیران مَیں

ایک مَیں ہی کیا ہوں اک عالم اسی حیرت میں ہے
کیا خبر تجھکو کہ اُمّی تیری کس حالت میں ہے

آ مجھے اتنا ہی تو آکر بتا دے خواب میں
تو اکیلی کس طرح شب بھر رہی تالاب میں

موت تو بیشک خدا کا اک اٹل قانون ہے
پر ترا مرنا بہت ہی غم فزا مضمون ہے

بے کسی تیری نہیں جاتی ہماری یاد سے
کون دے تیری خبر آکر عدم آباد سے

گھر سے خوش خوش تیرا وہ جانا نہانے کیلئے
کیا خبر تھی جا رہی ہے تو نہ آنے کے لئے

حیف تجھکو کوئی جاکر ڈھونڈنے والا نہ تھا
اِس طرح جیسے کسی نے بھی تجھے پالا نہ تھا

گھر کا گھر آرام سے سویا رہا یوں بیخبر
اور تو تالاب میں ڈوبی رہی اُف رات بھر

غم یہ ایسا ہے کہ ساری عمر جانے کا نہیں
وقت وہ گذرا ہؤا اب ہاتھ آنے کا نہیں

وقتِ آخر بات کرنے سے بھی محرومی رہی
کِس طرح دم توڑتی وہ میری کلثومی رہی

کیا کہوں دِل سے ابھی بھولی نہ تھی امۃ الودود
ہائے ہم سے چُھپ گئے کیا ناگہاں دونوں وجود

ناگہانی موت دونوں کی عجب ہمرنگ ہے
یہ جوانان مرگ کیسی ہے کہ دُنیا دنگ ہے

شیر خواری میں بہم دونوں جوانی میں بہم
اور پھر دونوں ہی مرگِ ناگہانی میں بہم

اَے خُدا جنّت میں بھی ان کا اکٹھا ساتھ ہو
سر پہ دونوں کے ترے فضل وکرم کا ہاتھ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفید معلومات

بلوچستان میں گندھک کا معدن

ہندوستان کے محکمۂ جائزہ طبقات ارض نے کوہ سلطان واقع بلوچستان میں اعلیٰ درجہ کی گندھک کا معدن معلوم کیا ہے۔ کوہ سلطان میں ثابت شدہ گندھک کی ۸۵۰۰۰ ٹن کی ایک چٹان ہے۔ جس میں اوسطاً ساٹھ فی صدی گندھک ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں اس سے زیادہ یعنی ۱۰۰۰۰۰ ٹن اعلیٰ درجہ کی گندھک نکل آئے۔ سانی کے قریب ایک دوسرے مقام پر کان کھودنے سے تین لاکھ سے چار لاکھ ٹن تک کی گندھک کی چٹان مل سکتی ہے جس میں سے ۳۵ فیصدی گندھک ضرور حاصل ہو سکتی ہے۔ اور زیادہ نیچے کی چٹانوں سے اس سے بھی زیادہ گندھک حاصل ہو سکتی ہے۔

ہندوستان کے محکمۂ جائزہ طبقات ارض کے ڈاکٹر سی۔ ایس فاکس کی جنہوں نے اس انکشاف کی اطلاع دی ہے رائے یہ ہے کہ وہاں کل ملا کر پانچ لاکھ ٹن گندھک کی چٹان موجود ہے۔ جس میں سے اندازاً ۳۵ فی صدی گندھک حاصل ہو جائے گی۔ مگر ابھی یہ امر تحقیق طلب ہے اور ممکن ہے کہ اس علاقہ سے اس سے بھی زیادہ مقدار میں گندھک حاصل ہو سکے۔

ہندوستان کا محکمۂ جائزہ طبقات ارض دیگر مقامات پر بھی گندھک کے معدن تلاش کر رہا ہے۔

دودھ کی تجارت کی جدید تنظیم کی ضرورت

حکومت ہند کے ایگریکلچرل مارکٹنگ ایڈوائزر نے ہندوستان اور برما میں دودھ کی نکاسی کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی ہے۔ اس میں انہوں نے ایک اہم سفارش یہ کی ہے کہ دودھ کی نکاسی کی از سرِ نو تنظیم کی جائے اور اس مقصد کے لئے ایک "اجارہ دار جماعت" قائم کی جائے۔ جو دیہاتی علاقوں سے دودھ خریدے۔ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے۔ اور اسے باضابطہ تقسیم کرے۔ نیز دودھ کی پیداوار سے لے کر اس کے فروخت ہونے تک کے سارے مرحلوں کی اس طرح نگرانی کرے کہ دودھ کی عمدگی میں فرق نہ آنے پائے۔

ہوائی جہازوں سے پٹرول کے ڈبے پھینکنا

ہوائی چھتریوں کی مدد سے یا بغیر مدد کے ہوائی جہازوں سے پٹرول اور پانی کی رسد پھینکنے کے لئے سر ایس۔ ایس بھٹناگر نے ایک نہ پھٹنے والا ظرف بنایا ہے۔ اس ظرف کو چھتر فٹ سے سو فٹ تک کی بلندیوں سے گرا کر آزما لیا گیا ہے۔ اور وہ گرنے کے صدمہ کو قابل اطمینان طریقہ سے اٹھا سکتا ہے۔

یہ ظرف گرینچ اور لچکدار مسالے سے ملا کر بنایا گیا ہے۔ دو دو گیلن کے ظرف بنائے گئے ہیں اور علی پور سٹیٹ ہاؤس اور نئی دہلی سکرٹریٹ کی عمارتوں کی دوسری منزلوں سے پھینکنے پر وہ گرنے کا صدمہ قابل اطمینان طریقہ سے اٹھا سکنے والے ثابت ہوئے۔ آرمی ہیڈ کوارٹر نیچے اڑتے ہوئے ہوائی جہاز سے پھینک کر اس پر مزید تجربے کر رہا ہے۔ یہ ٹین کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈبہ سے ہلکا بھی ہے۔ اور ٹکر اور دباؤ کو بھی اس سے بہتر طریقہ پر سہ سکتا ہے۔

فوجی لباس کی تیاری کیلئے ایک نیا کارخانہ

فوجی لباس کی تیاری میں مزید توسیع کے لیے لباس تیار کرنے کے لئے ہندوستان میں ایک نیا کارخانہ کھولا گیا ہے۔ اور اس تجویز پر غور کیا جا رہا ہے کہ لباس کی تیاری کے لئے دو مزید کارخانے قائم کئے جائیں۔

لباس کے سرکاری کارخانے شاہجہانپور۔ مدراس سکندر آباد۔ بمبئی اور کلکتہ میں موجود ہیں۔ اور ایک لباس کا سرکاری کارخانہ پنجاب میں ہے۔

ہندوستان میں گیس پروف کپڑے کی تیاری

گورنمنٹ ٹیسٹ ہاؤس علی پور کی تجربہ گاہ میں سائنس اور حرفت کی تحقیقات کے ڈائرکٹر کی ذاتی نگرانی میں ایک کپڑا تیار کیا گیا ہے جو اتنی ہی عمدگی سے گیس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ جتنی عمدگی سے برطانی آئل کلاتھ کرتا ہے۔

اس کپڑے کے تین نمونے تیار کئے گئے ہیں اور وہ مضبوطی وغیرہ کے لحاظ سے بھی تسلی بخش ثابت ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض باتوں کے لحاظ سے مجوزہ طریقوں سے درآمد شدہ کپڑے کی نسبت یہ بہتر کپڑا تیار ہوتا ہے اور وہ مقررہ نمونوں کے مقابلہ میں بھی بہتر ہے۔

اس قسم کے کپڑوں کی بڑی مانگ ہے اور ۲۲ لاکھ گز کپڑے کا آرڈر موصول ہو چکا ہے۔ درآمد شدہ کپڑے کی قیمت ڈیڑھ روپیہ چار آنہ فی گز بیٹھتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اس ملک کا تیار شدہ کپڑا زیادہ سستا ہے۔

شیشہ کے سلائیڈ

خورد بینوں کیلئے شیشہ کے سلائیڈ اب ہندوستان میں بننے لگے ہیں۔ ان کے نمونوں کا امتحان کیا گیا ہے۔ اور تمام جراثیمی کاموں کے لئے یہ اطمینان بخش پائے گئے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ اگر زمین کا تاریکی کی حالت میں امتحان کیا جائے تو اس کام کے لئے یہ بہت دبیز ہیں۔ انڈین میڈیکل سروس کے ڈائرکٹر جنرل نے فرم سے دریافت کیا ہے کہ کیا یہ نقص دور کیا جا سکتا ہے۔

شیشے کی نلیاں جو اب تک انگلستان سے درآمد ہوتی تھیں شمالی ہند کے ایک کارخانے نے تیار کی ہیں۔ اس کا بھی ایک نمونہ آزمایا گیا اور موزون پایا گیا۔

جنگی سامان کی نمائش

مدراس میں ان چیزوں کی نمائش ہوئی تھی جو اب تک اسلحہ سازی کے کارخانوں میں تیار ہوتی تھیں اور جن کے متعلق اب یہ خواہش تھی کہ انہیں تجارت پیشہ اصحاب تیار کریں چنانچہ ۲۹ کارخانوں کی طرف سے ۴½ لاکھ روپیہ کے ٹنڈر منظور کر لئے گئے ہیں۔

نمائش اور نجی انتظامات کے ذریعہ ۴۳۴ مختلف چیزوں کی تیاری کا کام ۷۶ کارخانوں اور ریلوے کمپنیوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

اسی قسم کی ایک نمائش کانپور میں بھی ہوئی تھی۔ اس نمائش میں ۶۹ کارخانوں کے نمائندے گئے۔ ۸۶ کارخانوں کو ٹنڈر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھیجنے کے لئے کہا گیا۔ جن میں سے ۱۴۲ کی طرف سے ٹنڈر موصول ہوئے۔ ۸۰ لاکھ ۳۶ ہزار روپیہ کی مالیت کے کاموں کے لئے منظوری کے خطوط جاری کر دیئے گئے ہیں۔

ہندوستانیوں کو افریقہ میں تجارت کی اجازت

۱۹۳۶ء میں حکومت ہند کو مطلع کیا گیا تھا کہ یونین آف ساؤتھ افریقہ کے قوانین آبادکاری کی وجہ سے بہت سے ہندوستانی کاروباری لوگ تجارت کی غرض سے یونین میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ ان قوانین کی رو سے آبادکار ایسے مستحق نہیں کہ وہ یونین میں کسی قسم کا کاروبار یا پیشہ کر سکیں۔ ہندوستان کے ہائی کمشنر کے بار بار توجہ دلانے پر یونین کی حکومت اب اس پر راضی ہو گئی ہے کہ وہ ان ہندوستانیوں کے نام جو واقعی تجارت کی غرض سے وہاں جانا چاہیں۔ کچھ عارضی اجازت نامے اور ضروری لائسنس جاری کر دے۔ اس سلسلے میں ان تمام ہندوستانیوں کو جو واقعی تجارت کی غرض سے وہاں جانا چاہتے ہیں۔ اپنی درخواستیں متعلقہ صوبائی حکومتوں کے توسط سے حکومت ہند کے نام بھیجنی چاہئیں۔ حکومت ہند اپنے ہائی کمشنر مقیم جنوبی افریقہ کے ذریعہ ضروری اجازت نامے اور لائسنس حاصل کرنے کا انتظام کرے گی۔

جرمن قوم کی بربادی کا پیش خیمہ

کل کی بات ہے کہ وزیر خارجہ روس نے روسی جرمن اختلافات کی افواہوں کی یہ کہہ کر تردید کی تھی کہ:۔

"روسی جرمن اختلافات کے متعلق اتحادی خبر رساں ایجنسیوں کی تمام افواہیں غلط ہیں۔ سوویٹ روس نے جرمنی سے جو معاہدات تعاون کئے ہیں۔ ان پر طرفین نیک نیتی سے قائم ہیں۔ اتحادی محکمہائے اشاعت دانستہ طور پر ہمارے فرضی اختلافات کی تشہیر کر کے دنیا کو گمراہ کرنے کی سعی ناکام میں مصروف ہیں"۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی سے معاہدہ تعاون و معاہدہ غیر جارحانہ کرتے ہوئے روس جرمن ڈکٹیٹر کی تصنیف "میری جدوجہد" کو گلدستۂ طاق نسیاں بنا چکا تھا۔ سوویٹ روس کے متعلق ہٹلر کا جذبۂ منافرت و معاندت کوئی سیاسی راز نہیں۔ "میری جدوجہد" کی تصنیف کو صدی دو صدی کا عرصہ نہیں گذرا۔ وہ جرمنی کے قدیم لٹریچر کا حصہ نہیں۔ ۱۹۲۴ء سے پہلے "میری جدوجہد" اور اس کا مصنف اپنی موجودہ حیثیت میں پیدا بھی نہیں ہؤا تھا۔ وہ اس کتاب میں لکھتا ہے:۔

(۱) "روسی کمیونزم دنیا اور انسانیت عظمٰے کے لئے ایک خطرۂ عظیم ہے۔ جرمن نیشنل سوشلزم اور روسی اشتراکیت میں کبھی اعتماد نہیں ہو سکتا"۔

(۲) "نازی نظام جدید میں سوویٹ روس کی زندگی کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اور سب سے ضروری سرزمین روس کو اس فتنے سے پاک کرنا ہے"۔

(۳) "روسی اشتراکیت کے متعلق دول یورپ کی نیم دلانہ بیزاری ہی سوویٹ روس کے بقاء اور نشوونما کی ذمہ دار ہے۔ جرمن نازیت دنیا سے اس خطرے کو مٹانے کا عزم صمیم لے کر اٹھی ہے"۔

(۴) "روسی اشتراکیت اور یہودیوں سے ہمارا سمجھوتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی نہیں ہو سکتا" (میری جدوجہد صفحات ۱۰۲ و ۳۲۳ و ۱۹)

روس کی اس خوش اعتمادی کا انجام کیا نکلا؟

یہی کہ اس کو بے خبر رکھکر نازی افواج نے روسی سرحدات پر اچانک حملہ کرنے کی کوشش کی۔ نازی افواج کی رُوس میں ابتدائی فتوحات کا واحد سبب یہی ہے کہ رُوسی مدبرین روسی جرمن معاہدات کے متعلق خوش اعتمادی میں مبتلا تھے۔ بقول مسٹر لائیڈ جارج "روس کو خواب خرگوش سے ذرا جگانا دشوار ہوتا ہے۔ لیکن جب ایکبار وہ بیدار ہو جائے۔ تو اس کی طاقت سے ٹکر لینا ہر کسی طاقت کے بس کی بات نہیں ہوتی"۔ جنگ عظیم کے بعد سے روس سویا ہی نہیں۔ اس نے جبری بھرتی اور فوجی لازمی خدمت کے قانون کے ذریعہ عظیم الشان روسی اقوام کو تازہ ترین آلاتِ جنگ سے مسلح کر کے جنگجو اقوام بنا دیا ہے۔ ہر ملک کے ماہرینِ جنگ نئی روسی جرمن جنگ کو نازیت کے تابوت میں آخری کیل سے تعبیر کر رہے ہیں۔ خود جرمن مدبر بھی ہٹلر کے اس غیر مدبرانہ اقدام کو جرمن قوم کی بربادی کا پیش خیمہ تصور کرتے ہیں۔ (ماخوذ)

حل طلب معمّہ!

۱۔ ایک پانچ حرفی نام ہے۔ اگر اس کے پیچھے سے تین حرف کاٹ دیئے جائیں تو زہر کے معنی دیتا ہے۔

۲۔ اگر اس پر پیش ڈال دی جائے تو گھوڑے کے پاؤں کے معنی دیتا ہے۔

۳۔ اگر پیچھے سے صرف ایک حرف کاٹ دیا جائے تو گھوڑے کے معنی دیتا ہے۔

۴۔ اگر پیچھے سے صرف دو حرف کاٹ دیئے جائیں۔ تو پھول کے معنی دیتا ہے۔

۵۔ اگر پہلا حرف کاٹ دیا جائے تو عبادت گاہ کے معنی دیتا ہے۔ بتائیے یہ کونسا نام ہے؟

(نصیرہ نزہت)

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سکرٹری بہشتی مقبرہ)

۵۸۸۹ منکہ نورجہاں بیگم زوجہ شیخ محمد احمد صاحب ایڈوکیٹ قوم افغان عمر ۳۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کپورتھلہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری موجودہ جائیداد مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر بذمہ شوہرم اور زیورات طلائی وزنی ساڑھے گیارہ تولہ (کڑے دس تولہ، بندے ڈیڑھ تولہ) قیمتی ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میں اگر کوئی جائیداد پیدا کروں۔ یا کوئی اور جائیداد میری وفات پر ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انجمن مذکور حقدار ہوگی۔ اگر میں بمد جائیداد کوئی رقم داخل خزانہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ مجرا لینے کی حقدار ہونگی۔ لہذا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند حروف بطور سند لکھدیتی ہوں۔

الامتہ۔ نور جہاں بیگم بقلم خود۔

گواہ شد۔ محمد احمد ایڈوکیٹ خاوند موصیہ۔

گواہ شد مسعود احمد ولد میاں ظفر احمد کپورتھلہ۔

۵۸۹۸ منکہ محمد بی بی زوجہ مستری محمد منیر صاحب قوم راجپوت چوہان پیشہ معماری عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۶/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ سوائے مبلغ اڑھائی سو روپیہ حق مہر کے جو وہ بھی بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ مَیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں یہ رقم اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ نہ کرا سکی تو یہ رقم میرے خاوند سے وصول کی جاوے۔

علاوہ ازیں میری وفات کے وقت جو میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہذا چند حروف بطور وصیت نامہ تحریر کر دیئے ہیں کہ سند رہے۔ ۱۴/۶/۴۱

الامتہ۔ محمد بی بی زوجہ محمد منیر محلہ دار الفتوح قادیان۔

گواہ شد۔ مستری عبد الحمید والد موصیہ۔

گواہ شد۔ نور احمد چغتائی۔

۵۹۰۲ منکہ حبیبۃ الرحمن بنت سید عبد الرحمن صاحب ہاشمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی بٹالہ حال قادیان محلہ دار العلوم۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت صرف ایک مکان ۱۰۹۲ واقعہ محلہ خطیبیاں بٹالہ ہے۔ جو کہ مجھے میری والدہ صاحبہ سے بطور حصہ جائیداد ملا ہے۔ اور جس کی قیمت اس وقت اندازاً پانچسو روپیہ ہے اس کے علاوہ میرے پاس ایک جوڑہ کانٹے طلائی وزنی ۹ ماشہ۔ اور ایک عدد انگشتری طلائی وزنی ۳ ماشہ جن کی قیمت اس وقت چالیس روپیہ ہے۔ لہذا مَیں اس وقت اپنے حصہ جائیداد مالیتی صد المالعہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو وہ بھی اس وصیت میں شامل ہوگی۔ اور میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ میری کُل جائیداد کے دسویں حصہ کی مالک ہوگی۔ میری ماہوار آمد اس وقت کچھ نہیں ہے۔ مَیں فی الحال تعلیم حاصل کر رہی ہوں + الامتہ۔ سیدہ حبیبۃ الرحمن بقلم خود۔ معرفت قاضی عبد الرحمن صاحب پرسنل اسسٹنٹ ناظر اعلیٰ + گواہ شد۔ قاضی عبد الرحمن پرسنل اسسٹنٹ ناظر اعلیٰ + گواہ شد سید حافظ عبد الرحمن بٹالہ +

مصباح کی اشاعت کا حلقہ بہت محدود ہے خواتین کو چاہیئے۔ کہ اس کی اشاعت بڑھانے میں سرگرم حصہ لیں۔ (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[illegible] پرنٹر پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا